ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۸ رذی الحجہ ۱۳۸۸ھ
۷ رمارچ ۱۹۶۹ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَغَدْوَۃٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ رَوْحَۃٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے راستہ (جہاد) میں صبح یا شام گذارنی دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب سے بہتر ہے۔

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "رِبَاطُ یَوْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا عَلَیْھَا، وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِکُمْ مِنَ الْجَنَّۃِ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا عَلَیْھَا وَالرَّوْحَۃُ یَرُوْحُھَا الْعَبْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی اَوِ الْغَدْوَۃُ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا عَلَیْھَا۔ (متفق علیہ)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالےٰ کے راستہ میں ایک دن سرحد کی حفاظت کرنا دنیا اور جو دنیا پر ہے سب سے بہتر ہے اور تم میں سے کسی کو جنت میں ایک کوڑے کی جگہ مل جانا دنیا اور جو کچھ دنیا پر ہے سب سے بہتر ہے اور شام کو اللہ تعالےٰ کے راستہ میں (جہاد کیلئے) جانا یا صبح کو جانا دنیا اور جو کچھ دنیا پر ہے سب سے بہتر ہے۔

عَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "رِبَاطُ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ صِیَامِ شَھْرٍ وَّقِیَامِہٖ، وَاِنْ مَاتَ فِیْہِ اُجْرِیَ عَلَیْہِ عَمَلُہُ الَّذِیْ کَانَ یَعْمَلُ وَاُجْرِیَ عَلَیْہِ رِزْقُہٗ وَاَمِنَ الْفَتَّانَ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایک دن رات سرحدِ اسلام کی حفاظت کرنا ایک مہینہ کے روزے اور اس کی راتوں کی عبادت سے افضل ہے اور اگر اسی حالت میں وہ مرگیا تو جو کام وہ کرتا تھا مرنے کے بعد بھی اس کے لئے جاری رہیں گے۔ اور اس کا رزق بھی جاری رہے گا اور فتنۂ قبر سے بھی محفوظ رہے گا۔

عَنْ فُضَالَۃَ بْنِ عُبَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: کُلُّ مَیِّتٍ یُّخْتَمُ عَلٰی عَمَلِہٖ اِلَّا الْمُرَابِطَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ یُنْمٰی لَہٗ عَمَلُہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَیُؤْمَنُ مِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

ترجمہ: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر میت کا عمل موت سے ختم کر دیا جاتا ہے مگر جو شخص کہ اللہ تعالےٰ کے لئے سرحد اسلام کی حفاظت کر رہا ہے اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے اور وہ فتنۂ قبر سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ امام ابوداؤد اور ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "تَضَمَّنَ اللّٰہُ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِیْلِہٖ لَا یُخْرِجُہٗ اِلَّا جِھَادٌ فِیْ سَبِیْلِیْ وَاِیْمَانٌ بِیْ وَتَصْدِیْقٌ بِرُسُلِیْ فَھُوَ ضَامِنٌ اَنْ اُدْخِلَہُ الْجَنَّۃَ، اَوْ اَرْجِعَہٗ اِلٰی مَنْزِلِہِ الَّذِیْ خَرَجَ مِنْہُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ، اَوْ غَنِیْمَۃٍ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ مَا مِنْ کَلْمٍ یُکْلَمُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کَھَیْئَتِہٖ یَوْمَ کُلِمَ: لَوْنُہٗ لَوْنُ دَمٍ، وَرِیْحُہٗ رِیْحُ مِسْکٍ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْلَا اَنْ یَّشُقَّ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ مَا قَعَدْتُّ خِلَافَ سَرِیَّۃٍ تَغْزُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَبَدًا، وَلٰکِنْ لَّا اَجِدُ سَعَۃً فَاَحْمِلَھُمْ وَلَا یَجِدُوْنَ سَعَۃً وَّیَشُقُّ عَلَیْھِمْ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنِّیْ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاُقْتَلَ، ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ، ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ"، رَوَاہُ مُسْلِمٌ، وَرَوَی الْبُخَارِیُّ بَعْضَہٗ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اللہ تعالےٰ ضامن ہے اس کا جو نکلے اس کی راہ میں اور نہ نکلے مگر جہاد کے لئے اور ایمان رکھتا ہو اللہ تعالےٰ پر اور سچ جانتا ہو اس کے پیغمبروں کو۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ ایسا شخص میری حفاظت میں ہے — یا تو میں اس کو جنت میں لے جاؤنگا یا اس کو پھیر دوں گا اس کے گھر کی طرف ثواب یا غنیمت حاصل کرکے۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کوئی زخم ایسا نہیں ہے جو اللہ تعالےٰ کی راہ میں لگے مگر وہ قیامت کے دن اسی شکل پر آوے گا جیسا دنیا میں ہوا تھا۔ اس کا رنگ خون کا سا ہوگا اور خوشبو مشک کی قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے اگر مسلمانوں پر دشوار نہ ہوتا تو میں کسی لشکر کا ساتھ نہ چھوڑتا جو اللہ تعالےٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے کبھی لیکن میرے پاس اتنی گنجائش نہیں (سواریوں وغیرہ کی) اور مسلمانوں پر دشوار ہوگا میرے ساتھ نہ چلنا۔ قسم اس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ جہاد کروں اللہ تعالےٰ کی راہ میں، مارا جاؤں۔ پھر جہاد کروں پھر مارا جاؤں پھر جہاد کروں پھر مارا جاؤں۔ (مسلم) امام بخاری نے اس حدیث کے بعض حصہ کو ذکر کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

# خدام الدین
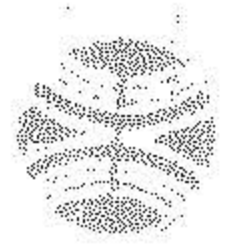
لاہور

فون نمبر: ۶۷۵۴۵

جلد ۱۴ | ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۷ مارچ ۱۹۶۹ء | شمارہ ۴۴

# "اسلامی حکومت سے مراد"

★ —— خالد علوی لیکچرار شعبۂ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور

اسلامی حکومت مسلمان عوام کی آرزو ہے اسلامی حکومت مسلم مفکرین اور مسلمان رہنماؤں کی زندگیوں کا مقصود و منتہا۔ مسلمانوں کے سیاسی زوال اور معاشرتی انتشار کے بعد اغیار نے اس عظیم ملت کو اپنے مقاصد اور اپنے مکمل نظام زندگی سے بوجوہ بدگمان کرنے کی لاتعداد کوششیں کیں۔ مغربی اقوام کے تغلب و تسلط نے مسلم قوم کو ذہنی غلامی اور فکری مرعوبیت کے امراض میں مبتلا کیا۔ جبر و استبداد اور ظلم و بربریت سے مسلمانوں کی حریت کو کچلا اور مخصوص نظام تعلیم سے ان کی نئی پود کو گمراہی اور اسلاف سے بدگمانی کا سبق دیا۔ مغربی استعمار جن ہتھکنڈوں سے غریب اقوام کا خون چوستا رہا ہے۔ اور اپنی ظالمانہ گرفت کو مضبوط کرتا رہا ہے۔ ان میں سے نمایاں حیثیت ان دو کو حاصل ہے ایک تو اس نے ہر ملک میں اپنے مصلحت کیش اغراض کے بندے تلاش کئے۔ جو ہوس زر کے لئے ضمیر فروشی اور قوم دشمنی پر آمادہ تھے۔ اس نے جاگیریں عطا کرکے، القابات سے نواز کے اور سرمایہ کی دیگر سہولتیں بخش کے ان غداران ملت کو اپنے ساتھ ملایا۔ اور ان کی مدد سے غاصبانہ طریق حکومت اور ظالمانہ نظام سیاست کو مضبوط کیا۔ یہی وہ طائفہ ہے جس نے بیرونی اقتدار اور غیر ملکی حکومت کے ہاتھ مضبوط کئے اور اپنے بھائی بندوں کی زندگیوں کو سسکیوں، آہوں، فریادوں اور نالہائے درد میں بدل دیا۔ یہ مٹھی بھر لوگ اغیار کی عنایات خسروانہ سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ جبکہ نوّے فیصد آبادی مجبوری و مقہوری کی بدترین زنجیروں میں جکڑے موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہی۔

دوسرے وہ لوگ جو اس کے مخصوص نظام تعلیم کے تیار کردہ تھے۔ یہ حضرات اس ظالمانہ مشینری کے کل پرزے تھے۔ اس تعلیم نے انہیں اپنے حاکموں کا وفادار بنایا تھا خواہ ان کی یہ وفاداری اپنی قوم و ملت سے غداری ہی کیوں نہ ہو۔ ملازمت کی سہولتیں مہیا کرکے اور تنخواہوں کا لالچ دے کر انہیں مصلحت بین، بزدل اور دینی اقدار سے غافل کر دیا۔ یہی نظام تعلیم ہے جس کے متعلق اقبالؒ نے کہا تھا ؎

اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

لیکن غیر ملکی سامراج کے خلاف عوامی نفرت کا عملی اظہار دینی رہنماؤں نے کیا۔ یہ علماء ہی تھے جنہوں نے دارالاسلام اور دارالکفر کا فرق واضح کیا اور مغربی تعلیم کے خطرناک اثرات کا اسی وقت احساس دلایا۔ اسی پر بس نہیں۔ ان اکابر نے تو عملی جہاد کی تحریکیں چلائیں اور اسلامی حکومت کے قیام کا منصوبہ بنایا۔ سید احمد بریلویؒ کی تحریک، علماء دیوبند کی قربانیاں اور دیگر علماء حق کی جان نثاریاں سب اسی مقصد کے لئے تھیں کہ یہاں اسلامی حکومت ہو۔ مالٹا کے اسیروں اور بالاکوٹ کے شہداء کی روحیں آج بھی پکار رہی ہیں ؎

ہمارا خون بھی شامل ہے تزئین گلستاں میں
ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

مسلمان عوام کی رگ و پے میں اسلام اور اسلامی حکومت کی جو محبت سرایت کر چکی تھی وہ آزادی کی تحریک بن گئی اور امیدوں کے جس پودے کو ابوالکلامؒ عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا عبیداللہ سندھیؒ مولانا احمد علیؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور دیگر تلمیذان شیخ الہندؒ نے اپنے خون سے سینچا تھا اس کی ہر شاخ سے "پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ" کا شگوفہ کھلنے لگا۔ تو قیادت ان لوگوں کے ہاتھ آئی جنہوں نے اس پودے کی آبیاری نہیں کی تھی، جنہوں نے اس عظیم مقصد کے لئے قید و بند کی صعوبتیں برداشت نہیں کی تھیں۔ ولی اللّٰہی خاندان کے منزل مقصود کے مالک وہ تھے جو کسی نہ کسی طرح مذکورہ بالا دو طبقوں سے تعلق رکھتے ؎

نیرنگیٔ سیاست دوراں تو دیکھئے
منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

مسلم قوم کا بچہ بچہ لا الٰہ الا اللہ پکار رہا تھا، وہ خون میں نہا رہا تھا، اس کے اقرباء و اعزہ کٹ رہے تھے اس کی ماؤں بہنوں کی عصمتیں لٹ رہی تھیں اور وہ مطمئن تھا کہ اسلامی حکومت کا قیام ان کے زخموں کو مندمل کر دیگا۔ اور ان کے چرکوں سے بہتا ہوا خون اخوت اسلامی اور عدل دینی سے رک جائے گا۔

مگر وائے ناکامی اس ملک کو اور راہوں پر چلایا گیا۔ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے ساتھ دستور ساز اسمبلی میں جو سلوک ہوتا رہا وہ ناشنیدنی ہے اور اسلامی حکومت کے نام پر اس مقدس ملک میں جو کچھ کیا گیا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ ہماری زندگی کے ہر گوشے میں دین پسندی کے خلاف طوفان اٹھائے گئے غیر ملکی اقتدار اور ہندو تعصب نے دین کے ساتھ وہ کچھ نہیں کیا تھا جو انہوں نے کیا۔ بے حیائی کا فروغ فواحش کی سرپرستی، الحاد و بے دینی کی حوصلہ افزائی حتیٰ کہ اسلام کے نام سے شرم و عار واضح پہلو ہیں۔ اس ملک کا معاشی نظام سود پر مبنی ہے سیاست بے دینی اور مکر و فریب پر منحصر اور معاشرت اخلاقی بے راہروی کا نمونہ ہے۔ یہ سینما، یہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر فحش گانے اور ڈرامے اور اخلاق سوز لٹریچر اور یہ شراب خانے کس نے قائم رکھے ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہرچہ کرد آں آشنا کرد

کیا یہ سب کچھ اسلامی حکومت ہے۔ اگر

نہیں ہے تو ارباب اقتدار یا بوجہ عدم علم یا بسبب عدم ایمان کرتے رہے ہیں۔ ہمارا حسن ظن ہے کہ یہ سب کچھ عدم علم کے سبب تھا کیونکہ انہیں اسلام پڑھنے اور اسے سمجھنے کا موقع نہیں ملا۔

عوامی جدو جہد نے اب حالات کو نیا رُخ دیا۔ ان حالات کے پیدا کرنے میں مسجد کے خطیب اور غریب مولوی کا بڑا دخل ہے۔ اس کی جدو جہد میں اخلاص ہوتا ہے، دینی حمیت ہوتی ہے، وہ تشہیر کر کے (EXPLAITATION) نہیں کرتا وہ اسلام کو سمجھتا ہے اور حقیقی معنوں میں یہ چاہتا ہے کہ یہاں اسلام ہو۔ اس نے اپنی جدو جہد کے سارے عرصے میں کرسی کی جنگ کبھی نہیں لڑی۔ اس نے انتہائی آوارہ مزاج اور بے دین حکمرانوں کو برداشت کیا اور انہیں حق بات باور کرانے کی کوشش کی۔ لیکن مغرب زدہ طبقہ جو اقتدار کو اپنا موروثی حق سمجھتا ہے یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ علماء بھی ان کے شریک ہوں۔ وہ یہ کہتا ہے کہ علماء بہت اچھے ہیں، انہیں عوام کی اصلاح کرنی چاہئے، انہیں حکومت کی طرف نظر نہیں اٹھانی چاہئے کہ یہ ان کا حق نہیں۔ وہ اس بات سے خائف ہیں کہ علماء یا دین پسند عناصر اقتدار میں شریک ہوتے تو ان کی آزادیاں سلب ہو جائیں گی۔ علماء کے عوامی اثرات سے یہ لوگ گھبرا جاتے ہیں اور اس گھبراہٹ میں ان سے عجیب باتیں نکلتی ہیں کبھی ملائیت کبھی مولویت اور کبھی پاپائیت کے طعنے دے کر علماء کے وقار کو ٹھیس پہنچانے کے سیاسی حربے اختیار کئے جاتے ہیں۔

اس کی تازہ ترین مثال محترم ائر مارشل اصغر خان کی وہ تقریر ہے جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ "اسلامی حکومت سے مراد مولویوں کی حکومت نہیں"۔ ہم بڑے احترام سے ان کی خدمت میں عرض کریں گے کہ مولوی نے کب یہ مطالبہ کیا ہے کہ کرسیٔ اقتدار اس کے حوالے کر دو؟ وہ تو صاحب اقتدار کو مسلمان بننے کی تلقین کرتا رہا ہے۔ اس کی زبان پر تالے لگے، اسے شہر بدر کیا گیا، اسے پابندِ سلاسل بھی کیا لیکن اس نے منبر رسولؐ ہی کو اپنے لئے قابلِ فخر سمجھا اور اقتدار کی مسند کو ہوس کی نظروں سے نہیں دیکھا۔ کہ اس کی نگاہیں اس سے بلند ہیں۔ لیکن اگر وہ اقتدار کے لئے جد و جہد کرے تو اس میں جرم کیا؟ اگر ایک مسٹر جو اشتراکی ذہن رکھتا ہے یا سرمایہ دارانہ خیال کا مالک ہے حکومت بنانے کا خواہش مند ہے تو کیا یہ اس کا پیدائشی حق ہے جس سے مولوی کو محروم کر دیا گیا ہے۔ ائر مارشل صاحب نے مولوی کو بڑا ناکارہ سمجھ کر یہ جملہ کہا ہے۔ ان کا ارشاد بجا مگر ہم ان کی خدمت میں عرض کریں گے کہ مولوی خادمِ اسلام ہے اس نے اپنی زندگی اسلام پڑھنے، پڑھانے اور سکھانے میں گذاری ہے اس لئے اسلامی حکومت کو سمجھتا ہے اور اس کے قیام کے لئے کوشاں ہے۔ اب وہ کسی مسٹر کا یہ دھوکا نہیں چلنے دے گا کہ وہ اسلامی نظام قائم کریگا وہ یقین رکھتا ہے کہ جو شخص اپنی ذات اور اپنے خاندان پر اسلامی نظام نہیں نافذ کر سکا وہ پورے ملک میں کیسے کرے گا۔ ہم انہیں نیک دل سمجھتے ہیں انہوں نے یہ بات کسی غلط فہمی کی بناء پر کی ہو گی۔ ویسے ہم یہ عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ علماء کی تضحیک و توہین کر کے کوئی شخص اس ملک میں انشاء اللہ کامیاب نہیں ہو گا۔ ہم اللہ کے فضل سے یہ عہد کر چکے ہیں کہ ہر استبداد' ہر بے دینی اور اسلام کے نام پر ہر فریب کے پردے کو چاک کر کے چھوڑیں گے۔ ہمارا یہ یقین ہے کہ مغرب زدہ ذہن اور اشتراکیت زدہ فکر اسلامی حکومت کے خواہش مند نہیں۔ علماء کو بہت مدّت تک پسِ پشت ڈالے رکھا اور ان سے اپنی قیادت کی حمایت کرائی اب وہ کسی بے دین اور کسی جاہلانہ قیادت کی حمایت نہیں کریں گے۔ اسلام اور صرف اسلام ہی اس ملک کا نظام ہو گا۔ یہ قیادتیں آئی اور گئی ہیں لیکن علماء کا وقار اسی طرح قائم ہے ؎

چمن والوں سے مجھ صحرانشیں کی بود و باش اچھی
بہار آکر چلی جاتی ہے ویرانی نہیں جاتی

جہاں تک مغرب نواز اور اشتراکیت زدہ قیادت کا تعلق ہے اس کے متعلق ہم علامہ اقبالؒ کے دو شعر نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں ؎

یہ زائرانِ حریم مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے ناآشنا رہے ہیں
غضب ہے یہ مرشدانِ خود بیں خدا تیری قوم کو بچائے
بگاڑ کر تیرے مرشدوں کو یہ اپنی عزت بڑھا رہے ہیں

اسلامی حکومت سے مراد ایسی حکومت ہے جو قرآن و سنّت پر مبنی ہے۔ اس کا سیاسی نظام قرآن و سنّت کے اصولوں پر قائم ہو گا حاکمیت اللہ کی ہو گی حکمران سیاسی انتظام کا امین ہو گا وہ عوام کی گردنوں پر کتاب و سنّت سے خلاف چل کر مسلط نہیں رہ سکے گا۔ حقوق کی مساوات، اخوّت و عدل اور جان و مال کے تحفظ اور آزادیٔ تحریر و تقریر پر مبنی ہو گا۔ اس کے معاشی نظام میں سود، سٹہ بازی حرام، ذخیرہ اندوزی، چور بازاری، سمگلنگ اور ناجائز انتفاع کی کوئی گنجائش نہیں ہو گی۔ حصول رزق کی جدو جہد میں مساوات اور عوام کی بنیادی ضرورتوں کی تکمیل، نظام زکوٰۃ مضبوط بیت المال لازمی اجزاء کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کا معاشرتی نظام وحدت ربانی، وحدت نسل انسانی، ایثار ہمدردی، خاندان کے مضبوط نظام، تربیتِ اولاد اور احترام بزرگان پر مبنی ہو گا۔ بے حیائی کی تمام محفلیں اور مخلوط مجالس اسلامی نظام میں کبھی نہیں چل سکیں گی۔ راگ رنگ کے یہ پروگرام جو چند عیاش طبیعتوں کی تسکین کا سامان ہے یکسر ختم ہو جاتے گا — قرآن پاک نے اسلامی حکومت کے مقاصد تنظیم پر بڑی جامع بات کہی۔ الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔

اسلامی حکومت آمریت کے خلاف ہے۔

اسلامی حکومت ایک اخلاقی حکومت ہے۔ جس کا کوئی قانون اور کوئی اصول اسلام کے مسلمہ اخلاقی اصولوں کے خلاف نہیں ہو گا۔ اسلامی حکومت کی تفصیلات ہمارے علماء نے بیان کی ہیں اگر ہمارے یہ حضرات پڑھنا چاہیں تو ہم انہیں بتا سکتے ہیں۔

یہ یاد رہے کہ مولوی بے چارہ یہی کچھ کہتا ہے جس کی بناء پر وہ ہمیشہ معتوب رہا ہے۔ اور اب بھی اسے رجعت پسند کہا جاتا ہے کیونکہ وہ دورِ حاضرہ کی بے راہروی سے صلح نہیں کر سکا۔ ہاں اگر یہ کہنا جرم ہے تو ہم مجرم ہیں اور ہمیں اس پر فخر ہے اور ہم اس کا اظہار کرتے رہیں گے — آخر میں ہم یہ عرض کریں گے کہ اس قسم کے حملے ملک کے حالات میں خرابی کا باعث بن سکتے ہیں ہمیں ایک دوسرے پر اعتراض کرتے ہوئے محتاط رہنا چاہئے۔

اسلام پائندہ باد پاکستان پائندہ باد

## بھٹو صاحب کیا چاہتے ہیں!

سابق وزیر خارجہ اور پیپلز پارٹی کے سربراہ مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی رہائی کے بعد لاہور اور راولپنڈی کے پبلک جلسوں میں جو تقریریں کی ہیں ان میں اس

(باقی صفحہ ۶ پر)

مجلسِ فکر

۲۵ر ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۴ر فروری ۱۹۶۹ء

# اللہ جل جلالہ کے دِین کو غالب کیجئے

از: حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتّبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ:—
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ٥

(پ ۲۸ س الصف ع ۱ - آیت ۹)

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے اپنا رسولؐ ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے - اگرچہ مشرک ناپسند کریں۔

## اسلام کی خصوصیات

محترم حضرات! اس خالقِ ارض و سما کا جس قدر بھی ہم شکر ادا کریں کم ہے کہ اس نے ہمیں مل بیٹھ کر اپنے گھر میں جمع ہو کر اپنا نام لینے کی توفیق عطا فرمائی - حقیقت یہ ہے کہ

؎ ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ اندازہ لگائیے اسلام کتنا ہمہ گیر مذہب ہے، کتنا وسیع اور وسعت پذیر مذہب ہے، کتنی مستقبل میں اس کی جڑیں گہری ہیں، اور کتنے ماضی میں اس کے آثار قدیمہ دریافت ہیں، منظّم ہیں، مہذب ہیں، شائستہ ہیں، اور اس وقت بھی اقوامِ عالم میں جو اسلام کو درجہ ہے، مومنینِ قانتین کو درجہ ہے، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ - عاقبت انہی کے لئے ہے، اس سے بھی آپ اندازہ لگائیے کہ دنیا کے کونے کونے میں اسلام کے پھریرے لہرا رہے ہیں، اسلام لوگوں کے دلوں میں جاگزیں ہے اور اسلام کا عدل، عدل جہانگیری، اسلام کا انصاف، اسلام کی دوسری خصوصیات، تزکیۂ نفس، تزکیۂ باطن، یہی کیا کم ہیں؟ روحانی اور مادی انقلاب دنیا میں اور بھی بڑے آئے لیکن اخلاقی اور روحانی انقلاب صرف اسلام نے برپا کئے - ہم اسی دن کے لئے چشم براہ ہیں کہ یہ ہمارا فریضہ ہے - اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے کہ انہوں نے زندگی میں یہ عمل کیا - اب اللہ کے دین کا غلبہ، اس کی برتری، اس کی عظمت، کاروباری، بازاری، گھریلو، پبلک اور حکومتی زندگی میں اللہ کا دین غالب ہو - فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ - (پ ۵ س النسآء ع ۵ - آیت ۵۹) کوئی جھگڑا، کوئی مخاصمت، کوئی لڑائی، کوئی اختلاف ہو تو اسی قرآن پر جو مبنی بر صداقت ہے، مبنی بر ہدایت ہے، مبنی بر انصاف ہے، عدل و انصاف کا جیتا جاگتا دنیا کے اندر ایک شاہکار ہے - اُس پر انسان غور کرے، اس میں تدبّر کرے، غلطی ہو مان لے، کتنا سیدھا سادا فطرت کے مطابق نظام ہے -

## بحر و بر میں فساد برپا ہے

خیر، اس وقت مختصر طریقے پر گذارش صرف اتنی تھی کہ اللہ کے دین کا غلبہ مجھ پر، آپ پر لازم ہے، اپنے گھر سے صفائی شروع کریں، اپنے گھر سے تزکیہ اور تصفیہ کی بات کہیں - باہر کی دنیا آپ کی سُنے گی - اس وقت آزمائش کا وقت ہے بڑی کٹھن گھڑی ہے، غلط فیصلہ ہو جائے، غلط راستے پر چل نکلیں تو صدیوں تک غلطی کا خمیازہ بُھگتنا پڑے گا، اب دیکھ لیجئے - صدیوں ہم نے انگریز کی غلامی کی ہے اور اس زمانے میں ہمارا دین و ایمان کیا بچا - اسی کا اثر اب دیکھ لیجئے کہ پاکستان اور پاکستان دو فوجی کیمپوں میں بٹا ہوا ہے، ہر روز نئی جنگ ہے، نئی لڑائی ہے، داخلی الگ، خارجی الگ، اب یہاں پر کراچی سے لے کر بنگال تک اور ڈھاکہ سے لے کر کے پشاور تک کتنی لُوٹ مچی ہوئی ہے - مسجدوں پر حملے اور مسجدوں کے اندر بے حرمتی ہو رہی ہے، لوگ ہیں تو ان پر پولیس ڈنڈا اور گولیاں چلا رہی ہے - یہی حال امریکہ سے لے کر کے ٹوکیو تک ہو رہا ہے — کیوں؟ کہ اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرما دیا کہ میرا زمانہ سب سے اچھا ہے۔ خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ - اور اللہ نے قرآن میں فرما دیا - ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (پ ۲۱ س الروم ع ۴ آیت ۴۱) ایک زمانہ آئے گا اللہ کے نبیؐ کا زمانہ دُور ہو جائے گا اور خشکی تری ہر جگہ فساد رونما ہو جائے گا سو آج وہ زمانہ ہم دیکھ رہے ہیں -

اللہ تعالٰے سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی یاد کی زیادہ سے زیادہ توفیق ارزانی فرمائے - اور شرِ شیاطین سے، شرِ نفس امارہ سے محفوظ رکھے اور آخری دم تک ایمان سلامت رکھے - آمین یا اِلٰہ العالمین -

# پاکستان کے نظامِ تعلیم کو اسلامی نظریات کے مطابق بنایا جائے

## نظریۂ پاکستان کو پسِ پشت ڈالنے کی کوششوں نے نوجوانوں میں ہیجان پیدا کیا ہے

### ہندوؤں سے علیحدگی کا مقصد یہ ہرگز نہیں تھا کہ اسلام کو نجی معاملہ بنا دیا جائے: (مولانا عبیداللہ انور)

وزیر آباد (سوہدرہ) یکم مارچ - برصغیر کے لاکھوں مسلمانوں نے ہندوؤں سے علیحدگی اختیار کرنے کی خاطر بے اندازقربانیاں دی ہیں - یہ قربانیاں اس لئے نہیں دی گئیں کہ پاکستان میں رفتہ رفتہ اسلام کو نجی معاملہ بنا دیا جائے اور انہیں دساور سے درآمد کئے ہوئے ملحدانہ نظام کا حلقہ بگوش بنا دیا جائے - اس بات پر

زور دیتے ہوئے مولانا عبیداللہ انور نے کہا ہے کہ نظریۂ پاکستان کو پس پشت ڈالنے کی کوششوں نے ہی ملک کے طول و عرض کے نوجوانوں میں ہیجان پیدا کر دیا ہے اور وہ اپنی تعلیم کو قربان کر کے سڑکوں پر نکل آئے ہیں۔

انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان میں ثقافت کے نام پر عریانی اور فحاشی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ اور موجودہ حکومت ثقافت کے نام نہاد علمبرداروں کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ آپ گذشتہ روز یہاں سے پانچ میل دور سوہدرہ میں ایک جلسۂ عام سے خطاب کر رہے تھے۔

مولانا عبیداللہ انور نے کہا کہ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ مسلمانوں نے ہندوؤں سے علیحدگی محض اس وجہ سے اختیار کی تھی کہ ان کی تہذیب، ثقافت اور نظریات الگ ہیں ہم نے پاکستان کے لئے قربانیاں دی تھیں کہ یہاں اسلامی نظام و دستور نافذ کیا جائے گا کیونکہ اسلام ایک مکمل نظام اور دستور رکھتا ہے۔ قرآن پاک اقوام عالم کی رہنمائی کا فریضہ انجام دے سکتا ہے۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اس کی جگہ انگریز سے مانگا ہوا قانون اب تک نافذ ہے۔

مولانا عبیداللہ انور نے کہا کہ آج کے نوجوان اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے باہر نکل آئے ہیں جس کے لئے پاکستان کا قیام عمل میں لایا گیا تھا اور وہ اس مقصد میں ضرور کامیاب ہوں گے۔ مولانا نے موجودہ تعلیمی نظام کو ناقص قرار دیا اور کہا کہ ہمیں ایسے نظام کی ضرورت نہیں ہے جس میں مکمل ضابطۂ حیات نہ ہو جس میں فحاشی اور عریانی کو یکسر ختم نہ کیا گیا ہو۔ ہمیں اسلامی آئین کی ضرورت ہے اور اسلامی دستور ہی ہماری خواہشات کا واحد حل ہے۔

(مشرق لاہور)

## بقیہ: بھٹو صاحب کیا چاہتے ہیں!

امر کی وضاحت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ آئین و نظام حکومت کے بارے میں موصوف کا صحیح موقف کیا ہے۔ چنانچہ لاہور کے جلسۂ عام میں بھٹو صاحب نے یہ اعلان کیا کہ پاکستان اسلام کے لئے حاصل کیا گیا ہے۔ اور یہاں اسلامی آئین ہی نافذ ہو سکتا ہے اور پھر راولپنڈی میں آپ نے اپنی تقریر میں یہی بات ان الفاظ میں دہرائی کہ "میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ ہم اسلام کے سوا اور کوئی نظام نہیں چاہتے"۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے اپنے اس موقف کا بھی اعادہ کیا۔ کہ "ہم سوشلسٹ ہیں کمیونسٹ نہیں ہیں۔ اور ہم دراصل اس ملک میں سرمایہ داری کے نظام کو ختم کر کے غریبوں کی حکومت چاہتے ہیں"۔

اگر حسن ظن سے کام لیا جائے تو اس وضاحت کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ مسٹر بھٹو اسلام سے انحراف کی تبلیغ تو نہیں کر رہے۔ البتہ ان کے نزدیک ہمارے یہاں کے اقتصادی مسائل کا مؤثر حل سوشلزم اختیار کرنے سے ہی ہو سکتا ہے اور ان کے نزدیک "سوشلزم نہ تو کمیونزم ہے اور نہ سوشلزم اسلام کے خلاف ہے"۔ اس صورت میں اگر کوئی توجہ طلب مسئلہ ہے تو یہ ہے کہ علوم اسلامی کے ماہرین علمی انداز میں بھٹو صاحب کو سمجھائیں کہ اسلام اور سوشلزم میں کیا بنیادی فرق ہے۔ اور یہ کہ کمیونزم اور سوشلزم میں کیا مطابقت ہے۔ مسٹر بھٹو اپنے موقف میں تبدیلی پر آمادہ ہوں یا اسی موقف پر ڈٹے رہیں عقل و انصاف کا تقاضا بہر حال یہی ہے کہ ان کے موقف کی غلطی دلیل کے ساتھ واضح کی جائے اور دردمندی کے ساتھ ان کے جذبات کو اپیل کرنے کی کوشش کی جائے۔

اس کے برعکس اگر کسی کی رائے یہ ہو کہ اسلام کا نام بھٹو صاحب کی زبان پر بار بار آنے کا سبب یہ ہے کہ وہ عوام کے دینی جذبات کو ایکسپلائٹ کرنا چاہتے ہیں اور انہیں یقین ہو گیا ہے کہ سوشلزم کے کھوٹے سکے کو اسلام کی ملمع سازی کے بغیر عام مسلمانوں کے لئے قابل قبول نہیں بنایا جا سکتا۔ اس صورت میں بھی صحیح راستہ یہی ہے کہ بھٹو صاحب کے منہ نہیں تو عام مسلمانوں کے سامنے سوشلزم اور اسلام کا تقابلی جائزہ پیش کیا جائے اور اصولی فرق واضح کرنے کے ساتھ ساتھ ان دونوں نظاموں کے ہر پہلو پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی جائے کہ ہمارے اقتصادی مسائل کا مؤثر حل اسلام کے ذریعے ممکن ہے یا سوشلزم کے ذریعے، دعوت و حکمت کا جذبہ دونوں صورتوں میں کارفرما رہنا چاہئے البتہ ہمارے نزدیک قابل ترجیح طریق کار یہ ہے کہ دین کے داعیانہ جذبات کسی صورت نظرانداز نہ ہونے پائیں اور یہ حقیقت بہرحال پیش نظر رہنی چاہئے کہ جب ایک شخص خدا کو گواہ کر کے اسلام سے اپنی وابستگی کا اعلان کرتا ہے تو اسلام کے خادموں پر یہ ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے کہ اس کے فکر و نظر میں وہ کوئی خامی محسوس کرتے ہیں تو اس کی اصلاح کے لئے مخلصانہ کوشش کریں۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو سے اصولی یا سیاسی اختلاف رکھنے والوں کی خدمت میں یہ گذارشات پیش کرنے کے بعد ہم مسٹر بھٹو سے بھی یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ اور آپ کی پارٹی اگر صدق دل سے اسلام کو اپنا دین تصور کرتے ہیں تو یہ ضروری ہے کہ آپ کے سیاسی رفقا اور قلمی معاونین دینی شعائر کی تضحیک سے کلی طور پر پرہیز کریں۔ ہم اس مرحلہ پر کسی طویل بحث میں جانا پسند نہیں کرتے تاہم یہ بات عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ آپ کی پارٹی کے بعض اہم عہدے دار اپنی تحریروں کے ذریعے ایک طرف اگر اسلامی تاریخ کے بعض اہم حصوں کو مسخ کر کے پیش کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو دوسری طرف دینی شعائر کے بارے میں بھی انتہائی نفرت انگیز لب و لہجہ اپنائے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ طرز عمل اسلام کے مخلص پیرو کاروں کا سا نہیں بلکہ معاندین اسلام ہی کا سا ہو سکتا ہے۔ اگر اس طرز عمل میں تبدیلی نہ کی گئی تو پھر آپ کا یہ دعوے بھی شک و شبہ کی نظروں ہی سے دیکھا جائے گا کہ آپ "اسلام کے سوا کوئی نظام نہیں چاہتے"۔ اس لئے اگر آپ اپنے اس دعویٰ میں مخلص ہیں تو آپ کو ہماری اس درخواست پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے اور شکوک و شبہات میں اضافہ کی بجائے ان کے ازالہ کی تدبیر اختیار کرنے کی فکر کرنی چاہئے۔

(روزنامہ وفاق لاہور یکم مارچ ۱۹۶۹ء)

۱۱ ذی الحجہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۸ فروری ۱۹۶۹ء

# قرآن عزیز پر عمل ہی مسلمانوں کو سربلند و سرافراز کر سکتا ہے

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :۔

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ○

(پ ۴ آل عمران آیت ۱۳۹)

ترجمہ۔ اور سست نہ ہو اور غم نہ کھاؤ اور تمہیں غالب رہوگے اگر تم ایمان دار ہو۔

اس آیت کریمہ میں مسلمانوں کو یہ پیغام دیا گیا ہے کہ اے مسلمانو سختیوں سے ناامید ہو کر گھبرا جانا تمہارا شیوہ نہیں۔ دیکھنا! دشمنانِ دین کے مقابلہ میں کمزوری نہ دکھانا آخری فتح تمہاری ہی ہے اور انجام کار تم ہی غالب رہوگے بشرطیکہ تم ایمان و یقین پر قائم رہے اور اللہ کے وعدوں پر پورا یقین رکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری میں ثابت قدم رہے۔

## حاصل

یہ نکلا کہ ذلت و پستی سے نکلنے اور مصائب و آلام کے چکر سے نجات پانے کا ذریعہ فقط یہ ہے کہ مسلمان کا ایمان مضبوط ہو اور کتاب و سنت کو زندگی کے ہر گوشے میں مشعل راہ بنائے۔ دشمنانِ دین پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے سب سے ضروری شرط ایمان کو قرار دیا گیا ہے۔ تعداد کی قلت و کثرت اور مادی اسباب و ذرائع ایمان کامل کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے مذکورہ بالا حقیقت پر پورا ایمان و یقین رکھنے کے لئے قرآن مجید کے متعلق مندرجہ ذیل عقاید کا جان لینا ضروری ہے۔

(۱)

## قرآن فرمان الٰہی ہے

ہر مسلمان قرآن مجید کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے۔ کہ یہ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے

اَلرَّحْمٰنُ ○ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ○

(سورہ الرحمن رکوع ۱ پارہ ۲۷)

ترجمہ :۔ رحمن ہی نے قرآن سکھایا

ظاہر ہے جب یہ اللہ تعالےٰ کا فرمان واجب الاذعان ہے تو اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ نہ اس میں شک و شبہ کی گنجائش ہی ہو سکتی ہے اور نہ ہی اللہ تعالےٰ کا فیصلہ تبدیل ہو سکتا ہے۔

(۲)

## قرآن مجید مسلمان کا ضابطۂ حیات اور دستور العمل ہے

قولہ تعالےٰ :۔ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ (سورہ الاعراف آیت ۳ پ ۸)

ترجمہ۔ جو چیز تمہارے رب کی طرف سے تم پر اتری ہے اسی کا اتباع کرو۔

## حاصل

قرآن مجید مسلمانوں کے لئے اللہ رب العزت کی طرف سے بھیجا ہوا مکمل ضابطۂ حیات اور دستور العمل ہے اور اس پر اُسے بے دھڑک عمل کرنا چاہئے۔

(۳)

## قرآن مجید ڈرنے والوں کے لئے نصیحت ہے

مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ○ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ○

(سورہ طٰہٰ رکوع ۱ پارہ ۱۶)

ترجمہ۔ ہم نے تم پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ تم تکلیف اٹھاؤ بلکہ اس شخص کے لئے نصیحت ہے جو ڈرتا ہے۔

## نتیجہ

یہ نکلا کہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کا خوف رکھنے والوں کے لئے نصیحت ہے

(۴)

## قرآن عزیز سب سے سیدھا راستہ سمجھاتا ہے

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ (بنی اسرائیل پ ۱۵ ارکوع ۱)

ترجمہ :۔ بے شک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔

(۵)

## قرآن مجید شفاء اور رحمت ہے

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

(بنی اسرائیل رکوع ۹ پ ۱۵)

ترجمہ :۔ اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمانداروں کے حق میں شفاء اور رحمت ہیں۔

(۶)

## قرآن مجید آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ○

(القمر رکوع ۱ پارہ ۲۷)

ترجمہ :۔ اور البتہ ہم نے تو سمجھنے کے لئے قرآن کو آسان کر دیا پھر کوئی ہے کہ سمجھے۔

## حاصل

یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید کو سمجھنا چاہے تو اس کے مضامین آسانی سے سمجھ میں آسکتے ہیں۔ ہر شخص اپنے فہم کے

مطابق اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ دنیا میں اور کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں یہ حسن اور کمال ہوں۔

برادران اسلام! یہ بات ہرگز نہ بھولئے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات بے نظیر ہے۔ اسی طرح اس کی صفات بھی بے نظیر ہیں۔ کلام اللہ حق تعالیٰ شانہ کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔ اس کے بے نظیر ہونے کو کئی طریقوں سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ یہ مقدس کتاب بچے، بوڑھے، جاہل عالم، رعایا، راعی، امت اور پیغمبر سب کے لئے یکساں مفید اور ہر ایک کے لئے مکمل دستور العمل ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس کی مثال میٹھے پانی کے ایک دریا کی ہے۔ جس میں سے ہر شخص اپنی پیاس بجھا سکتا ہے۔ پس ہمیں چاہئے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر چل کر اس چشمۂ صافی سے پوری طرح فیضیاب ہوں۔

## صحابۂ کرام کا نصاب تعلیم فقط قرآن تھا

محترم حضرات! آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں باشندگان عرب کو اُمّی (اَن پڑھ) کے نام سے ذکر کیا ہے ان اَن پڑھوں یا ناخواندہ انسانوں کو فقط قرآن مجید ہی کی تعلیم دی گئی تھی۔ چنانچہ اسی تعلیم کی برکت اور مکتب نبوت کی تربیت کا نتیجہ تھا۔ کہ ان میں وہ خوبیاں اور کمالات پیدا ہو گئے تھے جن کی نظیر دنیا کی آنکھوں نے پہلے کبھی بھی نہیں دیکھی تھی اور اس کے بعد آج تک دنیا میں نظر نہیں آتی اور قیامت تک نظر نہیں آئے گی حق تعالیٰ خود ان کے بے نظیر ہونے کی شہادت دے رہے ہیں

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ (آل عمران رکوع ۲ پارہ ۴)

ترجمہ۔ تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے۔ تو ان کے لئے بہتر تھا۔ کچھ ان میں سے ایماندار ہیں اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں

حضرات محترم!

ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید میں آج بھی وہی تاثیر موجود ہے جو آج سے چودہ سو سال پہلے تھی۔ اور اس قرآن مجید پر عمل کرنے والوں کے لئے آج بھی ان تنصروا اللہ ینصرکم (اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو وہ تمہاری مدد کرے گا) کا اعلان واجب الاذعان موجود ہے۔ اگر آج ہم صحابۂ کرامؓ کی طرح اس پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ کی وہی رحمتیں ہم پر نازل ہوسکتی ہیں اور تمام اقوام عالم پر وہ اخلاقی اور سیاسی فوقیت حاصل ہوسکتی ہے۔ جو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوئی تھی۔ لیکن ہائے افسوس کہ ہم نے قرآن کا دامن چھوڑ دیا ہے۔ اور اسی لئے پستی و ذلت کے عمیق گڑھے میں گرے ہوئے ہیں۔ شاعر مشرق نے اس حقیقت حال کو ان الفاظ میں پیش کیا تھا ؎

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

## مسلمانوں کی ذلت کے دو بڑے سبب

برادران اسلام!

قرآن مجید فرقان حمید کی روشنی میں آپ کی موجودہ ذلت کے دو بڑے سبب ہوسکتے ہیں۔ یا تو آپ کا قرآن مجید پر ایمان نہیں ہے۔ اور اگر ہے تو آپ کا عمل ایمان کے مطابق نہیں ہے اور آپ عملاً اس کی اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ قرآن مجید کی برکات سے مستفیض نہیں ہو رہے اور موجودہ ذلت میں مبتلا ہو گئے ہو۔

## یاد رکھئے

اللہ رب العزت کے فرمان واجب الاذعان کی روشنی میں اس ذلت سے نجات حاصل کرنے کا واحد علاج سنت نبوی کے مطابق قرآن مجید کے احکام کی تعمیل ہے۔ اور اس پر عمل ہی مسلمانوں کو سربلند و سرافراز کر سکتا ہے۔

# اسلام کا سورج کبھی ڈھلتے نہیں دیکھا

(حافظ ظہور الحق ظہور، راولپنڈی)

اللہ کا قانون بدلتے نہیں دیکھا — جو اس کی قضا ہو اسے ٹلتے نہیں دیکھا
توحید کے گلشن میں خزاں آ نہیں سکتی — مشرک کو کبھی پھولتے پھلتے نہیں دیکھا
موسیٰ کے تو ساحل نے قدم چوم لئے ہیں — فرعون کو دریا سے نکلتے نہیں دیکھا
جس شخص کی ہو زیست کا عنوان ہی توحید — اس شخص کو عنوان بدلتے نہیں دیکھا
ملحد ہے جو ہے منکر ارشاد پیمبر — ظلمت سے کبھی اس کو نکلتے نہیں دیکھا
جس دل میں سمائی ہو پیمبر کی محبت — بدعات پہ اس دل کو مچلتے نہیں دیکھا
بجھتا نہیں پھونکوں سے چراغ اہل ھدیٰ کا — بس کفر کا اسلام پہ چلتے نہیں دیکھا
بڑھتے ہیں تو گھٹ جاتے ہیں خود کفر کے سائے — اسلام کا سورج کبھی ڈھلتے نہیں دیکھا
سیلاب حوادث ہوں کہ طوفان مصائب — مسلم کو رہ حق سے پھسلتے نہیں دیکھا
ہو جبر کی تلوار کہ دولت کی ہو جھنکار — موقف کبھی مومن کا بدلتے نہیں دیکھا
مردان خدا غیر خدا سے نہیں ڈرتے — جس دل میں ہو ایماں وہ دہلتے نہیں دیکھا
اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں ہے — بچ کر کسی ظالم کو نکلتے نہیں دیکھا

تسکین ظہور اس کو ملی یاد خدا سے!
جس دل کو کسی طور بہلتے نہیں دیکھا!

# الاستیذان

اُستاذ العلماء حضرۃ مولانا الحاج سیّد حامد میاں مدظلہٗ مُہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور
مُرتّبہ: محمود احمد عارف ہوشیارپوری

عن ابی سعید الخدری قال اتانا ابو موسی قال اِنَّ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَنْ اٰتِیَہٗ فَاَتَیْتُ بَابَہٗ فَسَلَّمْتُ ثَلٰثًا فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَاْتِیَنَا فَقُلْتُ اِنِّیْ اَتَیْتُ فَسَلَّمْتُ عَلٰی بَابِکَ ثَلٰثًا فَلَمْ تَرُدُّوْا عَلَیَّ فَرَجَعْتُ وَ قَدْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُکُمْ ثَلٰثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لَہٗ فَلْیَرْجِعْ فَقَالَ عُمَرُ اَقِمْ عَلَیْہِ الْبَیِّنَۃَ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ فَقُمْتُ مَعَہٗ فَذَھَبْتُ اِلٰی عُمَرَ فَشَھِدْتُّ

(متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس حضرت ابو موسٰی تشریف لائے (اور یہ قصہ سنایا کہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے پاس پیغام بھیجا کہ ان کے پاس آؤں۔ میں اُن کے دروازہ پر گیا تین دفعہ سلام کیا۔ انہوں نے مجھے جواب نہیں دیا تو میں لوٹ آیا (پھر ملاقات ہونے پر) انہوں نے فرمایا کہ ہمارے پاس آنے میں تمہیں کیا چیز مانع پیش آگئی۔ میں نے عرض کیا کہ میں (تو) آیا (تھا) میں نے آپ کے دروازہ پر (کھڑے ہوکر اجازت چاہنے کے لئے) تین دفعہ سلام کیا۔ مگر آپ لوگوں نے جواب نہیں دیا تو میں لوٹ آیا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی تین دفعہ اجازت چاہے پھر (بھی) اجازت نہ دی جائے تو اسے لوٹ جانا چاہیئے۔ (اس پر) حضرت عمرؓ نے (مجھ سے مطالبہ کیا ہے اور) کہا ہے کہ کوئی اور بھی اس فرمان کو سننے والا بطور گواہ کے لاؤ — حضرت ابو سعیدؓ نے فرمایا کہ پھر میں ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا (اور) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گواہی دی۔

جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رہنے سہنے ملنے جلنے کے جو آداب بتلائے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب کسی کے پاس جاؤ، تو اجازت کے بغیر اندر داخل نہ ہو — پہلے اجازت طلب کرو، اجازت مل جائے تو فبہا ورنہ واپس آ جاؤ۔ اجازت نہ ملنے کی وجہ سے خفا نہ ہو، بُرا نہ مانو۔ قرآن کریم میں ہے:۔

ان قیل لکم ارجعوا فارجعوا۔

ترجمہ: اگر تم سے کہا جائے کہ واپس ہو جاؤ تو لوٹ آؤ۔

اجازت تین بار طلب کرو — تین دفعہ اجازت چاہنے پر بھی اگر اجازت نہ ملے تو اسے مجبور سمجھو اور دل میں کسی طرح کا میل نہ لاؤ۔

اس حدیث میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس ایک دفعہ حضرت ابو موسٰی اشعری تشریف لائے۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف سے پیغام پہنچا کہ وہ آپ کو یاد فرما رہے ہیں (بلا رہے ہیں) فرماتے ہیں میں چلا گیا۔ تین مرتبہ سلام کیا، مگر اندر سے کوئی جواب نہ ملا۔ اس لئے میں واپس لوٹ آیا۔ (بعد میں ملاقات ہوئی تو حضرت عمرؓ نے) دریافت فرمایا کہ (اس روز) آپ کیوں نہیں آئے؟ آپ نے جواب دیا کہ میں تو آیا تھا۔ تین دفعہ دروازے کے باہر آکر سلام کیا (یعنی تین بار اجازت چاہی) مگر آپ نے جواب نہیں دیا اس لئے واپس لوٹ آیا۔ (کیونکہ) مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُکُمْ ثَلٰثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لَہٗ فَلْیَرْجِعْ یعنی اگر تم میں سے کسی کو تین دفعہ اجازت چاہنے سے اجازت نہ ملے تو واپس ہو جائے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ اس پر کوئی گواہ پیش کرو (اتفاق سے حضرت فاروق اعظمؓ کو اس بات کا پتہ نہ تھا) چھوٹی عمر کے ایک صحابی حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں۔ کہ میں اُن (ابو موسٰیؓ) کے ساتھ حضرت عمرؓ کے پاس چلا گیا۔ اور (اس بات پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے بھی یہ تعلیم دی ہے کہ تین مرتبہ اجازت طلب کرنے پر اگر اجازت نہ ملے تو واپس آ جاؤ) گواہی دی۔

ایک مرتبہ حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے (ماں شریک) چھوٹے بھائی حضرت کلدہ کو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں کچھ تحائف دے کر بھیجا آپؐ اس وقت ایک وادی میں اونچی جگہ تشریف فرما تھے حضرت کلدہ فرماتے ہیں کہ جب میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس حاضر ہوا تو نہ سلام کیا نہ ہی اجازت طلب کی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا۔ اِرْجِعْ فَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَاَدْخُلُ یعنی واپس جاؤ اور پھر یہ کہو کہ السلام علیکم اَاَدْخُلُ کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟ مطلب یہ ہے کہ سلام کرو اور اندر آنے کی اجازت طلب کرو۔ گویا آپؐ کو یہ پسند نہ تھا کہ کوئی کسی سے بغیر سلام کہے ملے اور اجازت حاصل کئے بغیر اس کے پاس جائے۔ آپؐ نے جہاں امت کو ان باتوں کی تعلیم فرمائی وہاں خود بھی ان پر عمل فرماتے رہے، خود ایسے موقعوں پر اجازت طلب فرماتے اور سلام کرتے۔ آپؐ جب کہیں تشریف لے جاتے تو دروازے کے بالکل سامنے کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ ایک طرف کو ہو کر کھڑے رہتے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ دروازے میں درازیں ہوں اور اچانک اندر نظر چلی جائے یا ہو سکتا ہے دروازہ کھل جائے اور کھلتے ہی کسی کا سامنا ہو جائے اس لئے آپؐ خود بہت احتیاط رکھتے تھے۔

ایک صحابی حضرت عطاء ابن یسار رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کیا میں اپنی والدہ سے

(باقی ص۱۴ پر)

# قرآنی توحید

پروفیسر حافظ عبدالمجید ایم۔ایس۔سی، ایم۔اے

۱۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۝ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ (۱: ۱-۳)

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو جہانوں کا پالنے والا ہے، روزِ جزا کا مالک ہے، ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔

فائدہ: اللہ تعالےٰ سب چیزوں کا خالق ہے، مالک ہے، رازق ہے، وہی سب چیزوں کا پالنے والا ہے۔ وہی سب چیزوں کو موت و حیات دیتا ہے، کائنات کے ہر ذرّے کی ہر لحظہ اور ہر ساعت نشو و نما اور بقاء و فنا اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے، اسی کی رحمت لامتناہی ہے۔ مومن و کافر اور فرمانبردار و نافرمان سب کے سب دنیا میں اس کی رحمت سے نفع مند ہو رہے ہیں لیکن آخرت میں اس کی رحمت کے مستحق صرف فرمانبردار ہوں گے۔ قیامت کے روز نیک و بد اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اس دن کا مالک بھی وہی ہے۔ یہ صفات صرف اور صرف اللہ تعالےٰ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور کوئی ایسی ہستی نہیں جس میں یہ صفات موجود ہوں۔ اس لئے عبادت اور بندگی، انتہائی عاجزی اور تضرّع صرف اللہ ہی کو زیبا ہے۔ ہر جگہ اور ہر وقت اپنی ہر مخلوق کی بات سننا، فریادی کی فریاد سننا، مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنا، صرف اسی کا کام ہے۔ اس کے سوا اور کوئی ہستی ایسی نہیں جو ہر جگہ اور ہر وقت ہر پکارنے والے کی ہر پکار کو سن سکے اور اس کی مصیبت کو دور کر سکے۔ جب وہ ایسا ہے تو عقل کا تقاضا ہے کہ مصیبت کے وقت صرف اسی کو پکارا جائے۔ اسی سے مدد مانگی جائے۔ کیونکہ خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اسی کو پکارا، آدمؑ و نوحؑ نے اسی کو پکارا، ابراہیمؑ و موسیٰؑ نے اسی کو پکارا، یونسؑ و ایوبؑ نے اسی کو پکارا، ہر نبی اور ہر ولی نے اسی کو پکارا۔

۲۔ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

ترجمہ: اے لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ وہ جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت اور اس نے آسمان سے پانی اتارا جس سے پھل نکالے جو تمہارے لئے رزق ہے۔ پس تم کسی کو اللہ کا ہمسر نہ بناؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔

فائدہ: اے انسانو! مشرق کے ہو یا مغرب کے، شمال کے ہو یا جنوب کے، ایشیا کے ہو یا یورپ کے، افریقہ کے ہو یا امریکہ کے، کسی نسل سے ہو یا کسی رنگ کے، امیر ہو یا غریب سب کے سب سن لو۔ تمہارا پروردگار ایک ہے۔ اسی نے تمہیں پیدا کیا۔ تمہارے آباؤ اجداد کو پیدا کیا۔ آئندہ نسلوں کو بھی وہی پیدا کرے گا۔ سفید فاموں کا خالق بھی وہی ہے اور سیاہ فاموں کا بھی وہی۔ اور سن لو تمہارے خالق نے تمہیں کس لئے پیدا کیا ہے، تمہارا کام اور تمہاری پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ اپنے خالق اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ اس کی نافرمانی سے بچو، اس سے ڈرو۔ گناہوں سے اس طرح بچو جس طرح خاردار جھاڑیوں میں سے گذرتے ہوئے اپنے کپڑوں کو بچاتے ہو کہ پھٹ نہ جائیں۔ اپنے اعضائے جسم کو بچاتے ہو کہ زخمی نہ ہو جائیں۔ اسی طرح زندگی کی کٹھن راہوں میں قبائے شریعت و عبادت کو تار تار ہونے سے بچاؤ۔ اور اس مالکؐ مولیٰ کے حضور سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے زندگی بسر کرو جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ وہی بارش برساتا ہے۔ اسی نے پھل، سبزیاں اور ہر قسم کی نعمتیں پیدا کیں۔ رزق کے سب سامان اسی نے پیدا کئے۔ کون ہے جو اللہ کے سوا ان صفات کا حامل ہو۔ اس کا نہ کوئی ہمسر ہے نہ شریک۔ وہ خالق ہے باقی سب مخلوق۔ کون ہے جو اس کی برابری کا دعوےٰ کرے۔ اس لئے صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

۳۔ كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝

ترجمہ: تم خدا کا کس طرح انکار کر سکتے ہو، حالانکہ تم بے جان تھے اس نے تمہیں زندگی دی۔ پھر وہی تم کو مارے گا۔ وہی تم کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ پھر تم نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اسی نے پیدا کیا تمہارے لئے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب۔ پھر اس نے آسمان کا قصد کیا۔ پس درست کیا ان کو سات آسمان۔ اور وہ ہر چیز سے خبردار ہے۔

فائدہ: خدا کی ہستی کا انکار کرنے والو! اپنی ہستی پر ذرا غور کرو۔ ایک وقت تھا کہ تمہارا وجود نہ تھا، پھر تمہیں وجود عطا ہوا۔ کیا تم خود بخود عدم سے وجود میں آ گئے۔ تمہارے جسم و روح کی کائنات! ذرا اس کی گہرائیوں اور پیچیدگیوں پر غور و فکر کرو۔ ذرا یہ بھی تو سوچو تم کس طرح پیدا ہوئے تمہیں کس چیز سے پیدا کیا گیا، تمہاری یہ توانائیاں تمہیں کس نے عطا کیں، پھر تمہیں موت آئے گی اور یقیناً آئیگی۔ تم اور کسی چیز کا انکار کرتے ہو تو کرو لیکن موت ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ جس ہستی نے تمہیں نیست سے ہست کیا اور جو تمہیں مارتا ہے وہی تمہیں دوبارہ زندگی عطا کرے گا۔ پھر اسی کے روبرو

پیش ہو کر تم اپنے اعمال کی جزا و سزا پاؤ گے۔ تم اس کی نعمتوں کا کس طرح انکار کر سکتے ہو۔ یہ زمین اور اس کی تمام اشیاء، یہ معدنیات و نباتات یہ پہاڑ یہ سمندر، اور زمین سے پیدا ہونے والی تمام نعمتیں کس نے پیدا کیں۔ کیا یہ سب خود بخود پیدا ہو گئیں۔ ایک چھوٹا سا مکان خود بخود نہیں بن سکتا۔ تو اتنی بڑی کائنات یہ زمین، یہ آسمان، یہ ستارے، یہ سیارے، یہ چاند، یہ سورج کیا یہ سب خود بخود پیدا ہو گئے ہرگز نہیں۔ ان سب کو اس علیم و خبیر اللہ نے پیدا کیا ہے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ تمہیں بھی اسی نے پیدا کیا اور کائنات کے ہر ذرہ کو اسی نے پیدا کیا۔

۴۔ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

ترجمہ: بے شک مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔

فائدہ: خدائے قدوس نے حضرت آدم کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا اور اپنے اس ارادے کا فرشتوں پر اظہار کیا۔ فرشتوں نے اپنی تسبیح و تقدیس کا ذکر کرتے ہوئے بنی نوع انسان کے متعلق اس خدشہ کا اظہار کیا کہ زمین پر خدائے عز و جل کا خلیفہ کہیں فساد و خونریزی میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ فرمایا۔ اے ملائکہ! میرے علم کے سامنے تمہارا علم ہیچ ہے۔ میں جو کچھ جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ بے شک ہر چیز کو ہر وقت جاننا فرشتوں کے بس کی بھی بات نہیں یہ صرف خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے اختیار میں ہے۔

۵۔ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○

ترجمہ: فرشتے کہنے لگے۔ اے اللہ! تو پاک ہے۔ ہمیں کچھ علم نہیں مگر وہی جو تو نے ہمیں سکھایا بیشک تو جاننے والا حکمت والا ہے

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو سب چیزوں کے نام سکھائے۔ پھر ان اشیاء کو فرشتوں پر پیش کر کے فرمایا۔ ان کے نام بتاؤ۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے بے عیب ہونے کا اور اپنی عاجزی و ناتوانی کا اقرار کرتے ہوئے یہ عرض کیا ہمیں تو وہی کچھ معلوم ہے جو آپ کی ذاتِ اقدس نے ہمیں سکھایا۔ اس سے زیادہ ہماری مجال نہیں۔ بے شک فرشتے ہوں یا جنّ و انس اللہ جس کو جتنا علم دے دے اس سے زیادہ علم حاصل کرنا کسی کی طاقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علم کی برابری نہ فرشتے کر سکتے ہیں نہ جنّ اور نہ ہی انسان۔

۶۔ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ○

ترجمہ: فرمایا۔ کیا میں نے یہ نہ کہا تھا کہ میں زمین و آسمان کی پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہوں۔ اور تم جو کچھ ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو سب کو خوب جانتا ہوں۔

فائدہ: فرشتے جب پیش کردہ اشیاء کے نام بتلانے میں ناکام ہو چکے تو خدائے قدوس نے وہی چیزیں حضرت آدمؑ پر پیش کیں اور ان کا نام پوچھا۔ حضرت آدمؑ نے ان کے نام بتلا دئیے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق یہ ارشاد فرمایا۔ کہ آسمان و زمین کے غیبوں کو جاننے والا میں ہوں اور تمہاری ہر پوشیدہ و آشکارا بات کو جانتا ہوں۔ آسمان و زمین کے سب غیب اور تمام پوشیدہ راز صرف اللہ کو معلوم ہیں اور وہی ہر انسان کی ہر خفیہ و پوشیدہ بات سے آگاہ ہے۔ مخلوقات میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اس صفت سے متصف ہو۔ وہ اس صفت میں بھی وحدہٗ لاشریک ہے۔

۷۔ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

ترجمہ: اس طرح اللہ زندہ کرے گا مُردوں کو اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

فائدہ: بنی اسرائیل کا ایک آدمی قتل ہو گیا۔ قاتل کی شناخت نہ ہو سکی۔ خدا تعالیٰ نے ایک گائے ذبح کر کے اس کے گوشت کا ٹکڑا مقتول کے جسم پر مارنے کا حکم دیا۔ بنی اسرائیل نے کافی سوال و جواب کے بعد گائے ذبح کی اور حسب الحکم اس کے گوشت کا ٹکڑا مقتول کے جسم پر مارا۔ مقتول نے زندہ ہو کر قاتل کا نام بتایا اور دوبارہ گر کر مر گیا۔ قیامت کے روز خدائے جلّ و علیٰ اسی طرح مُردوں کو زندہ کرے گا۔ مردے کو حیات بخشنا اس کے لئے کچھ مشکل نہیں۔ موت و حیات صرف اسی کے قبضۂ اختیار میں ہے۔ غیب کی باتیں بھی صرف وہی جانتا ہے وہ جس کو جتنا کچھ بتا دے اس سے زیادہ کوئی کچھ نہیں جان سکتا۔ پیغمبر ہوں یا فرشتے سب کا علم اس کے علم کے آگے ہیچ ہے۔ قاتل کون تھا یہ ایک راز تھا جس کی خبر قاتل کو تھی یا اللہ کو اور کسی کو معلوم نہ تھا۔ حتیٰ کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو بھی۔ پیغمبروں کو بھی ہر چیز کا علم نہیں ہوتا وہ اتنا ہی جانتے ہیں جتنا خدا تعالےٰ ان کو بتا دیں۔

۸۔ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ○

ترجمہ: کیا وہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔

فائدہ: بعض یہودی بظاہر مسلمان ہو گئے تھے لیکن ان کے دل نفاق سے معمور تھے۔ یہ منافق بعض اوقات اپنے اسلام کے اظہار کے لیے اور خوشامد کے طور پر مسلمانوں کو بعض ایسی پیشین گوئیاں بتا دیتے تھے جو تورات میں نبی آخرالزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق موجود تھیں۔ اس پر دوسرے یہودیوں نے ان منافقوں کو سرزنش کی اور یہ کہا کہ تم تورات کی پیشین گوئیاں مسلمانوں کو بتاتے ہو۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اس طرح تم انہیں اُن کی صداقت کے دلائل خود مہیا کر دوگے۔ اور بالآخر ان کے دلائل و براہین کے سامنے تمہیں ہتھیار ڈالنے پڑیں گے۔ لیکن ان بے وقوفوں کو یہ معلوم نہیں کہ گو خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے صحابہ کرامؓ کو ہر چیز کا علم نہ ہو لیکن خدائے تعالیٰ تو ظاہر و باطن ہر بات سے آگاہ ہیں۔ ان سے کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ جو پیشین گوئیاں تورات میں نبی آخرالزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق موجود ہیں خدائے تعالیٰ کو سب معلوم ہیں۔ وہ جب چاہے

مسلمانوں کو ان سے مطلع کر سکتا ہے۔ اس لئے تمہارے چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ خدائے قدوس ہر بات جانتا ہے۔ جن باتوں کو تم ظاہر کرتے ہو ان کو بھی جانتا ہے اور جن کو تم پوشیدہ رکھتے ہو ان کو بھی جانتا ہے

۹۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ۔

ترجمہ: اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے یہ اقرار لیا کہ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔

فائدہ: توحید وہ بنیادی عقیدہ ہے۔ جس کی طرف تمام انبیاء نے دعوت دی۔ اسی طرح بنی اسرائیل سے بھی یہ اقرار لیا گیا کہ وہ توحید پر قائم رہیں گے خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں گے۔

۱۰۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ ۝

ترجمہ: کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ آسمان و زمین کی سلطنت اللہ کے لئے ہے۔ اور اللہ کے بغیر تمہارا کوئی یار و مددگار نہیں۔

فائدہ: یعنی یہودیوں نے نسخِ آیات پر اعتراض کیا تھا۔ خدائے قدوس نے یہ فرمایا کہ ہم کوئی آیت بھلا دیں یا منسوخ فرما دیں تو اس سے بہتر یا اس کے برابر کی آیت اس کی جگہ بھیج دیتے ہیں۔ وہ حاکم ہے اور وقت کے تقاضوں کو خوب سمجھتا ہے۔ جس وقت جو حکم زیادہ مناسب ہو وہی حکم بھیج دیتا ہے۔ کیا تمہیں اس بات پر یقین نہیں کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کی قدرت نہایت وسیع ہے۔ تمام آسمان و زمین اس کے حکم کے تابع ہیں۔ تمہاری حفاظت کرنے والا بھی وہی اور تمہاری مدد کرنے والا بھی وہی۔ اس کے علاوہ نہ کوئی کسی کی مدد کو پہنچ سکتا ہے اور نہ کسی کی فریاد سن سکتا ہے اور نہ کسی کی مصیبت کو دور کر سکتا ہے۔ جب وہ ایسی شان والا ہے تو تمہارا یہ اعتراض کہ اس نے آیتوں کو کیوں منسوخ کیا بالکل لغو ہے۔ تمہیں اس کی حکمتوں اور مصلحتوں کی کیا خبر۔

۱۱۔ وَلِلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا سُبْحٰنَہٗ ؕ بَلْ لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّہٗ قٰنِتُوْنَ ۝ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاِذَا قَضٰٓی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَہٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝

ترجمہ: اور اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب۔ پس تم جس طرف منہ کرو ادھر ہی اللہ متوجہ ہے۔ بے شک اللہ تعالےٰ بے انتہا بخشش کرنے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ خدا اولاد رکھتا ہے۔ وہ تو ان باتوں سے پاک ہے۔ بلکہ جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ آسمانوں کو اور زمین کو نیا پیدا کرنے والا ہے۔ اور جب وہ کسی کام کا حکم کرتا ہے تو یہ فرماتا ہے ہو جا پس ہو جاتا ہے۔

فائدہ: خدائے بزرگ و برتر سب سمتوں کے مالک ہیں۔ مشرق ہو یا مغرب، شمال ہو یا جنوب ہر جگہ موجود ہیں۔ کوئی خاص سمت یا کوئی خاص جگہ ان کے لئے مخصوص نہیں۔ جس طرف بھی منہ کر کے ان کو پکارا جائے وہ متوجہ ہوتے ہیں۔ ہر جگہ، ہر وقت ہر مخلوق کی ہر بات کو سنتے ہیں۔ کسی خاص سمت کی طرف منہ کر کے عبادت اس لئے نہیں کی جاتی کہ وہ صرف اس سمت میں ہیں دوسری سمتوں میں نہیں بلکہ عبادت اسی سمت میں منہ کر کے کی جاتی جس طرف ان کا حکم ہو۔ ان کا حکم ہو تو عبادت بیت المقدس کی طرف رخ کر کے کی جاتی ہے۔ پھر ان کا حکم ہو جائے کہ اب بیت اللہ کی طرف رُخ کر کے عبادت کرو اعتراض کرنے کی کسی کو کیا مجال۔ وہ حاکم ہیں، جو حکم چاہیں دیں، وہ سب عیبوں سے پاک ہیں۔ ان کا کوئی ہمسر نہیں۔ نہ ان کی بیوی ہے نہ بیٹی نہ بیٹا اور نہ کوئی قبیلہ۔ وہ خالق ہیں باقی سب مخلوق۔ حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنے والے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنے والے، فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں سمجھنے والے سب غلط کہتے ہیں۔ نہ وہ کسی سے نکلا نہ اس سے کوئی نکلا۔ خاتم الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خدا کے نور کا جز سمجھنے والے بھی غلط ہیں۔ بھلا مخلوق بھی خالق کا جزو بن سکتا ہے۔ خالق اگر اجزاء میں بالفرض منقسم بھی ہو سکے تو اس کا ہر جزو خالق ہی ہوگا مخلوق نہیں۔ آگ کا جزو آگ ہی ہوتا ہے، مٹی کا جزو مٹی ہی ہوتا ہے۔ پانی کا جزو پانی۔ پھر خالق کا جزو خالق ہی ہوگا۔ مخلوق کیسے؟ اور اگر خالق اجزاء میں تقسیم ہو جائے تو ہر جزو بھی خالق ہوگا۔ لیکن ایک سے زیادہ خالق ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اس لئے نہ خالق اجزاء میں تقسیم ہو سکتا ہے اور نہ کوئی خالق کا جزو بن سکتا ہے۔ اس لئے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور پانچ تنوں کو خدا کے نور کا ٹکڑا سمجھنے والے بھی عقیدۂ توحید سے کوسوں دور ہیں۔ خدائے تعالےٰ ان سب چیزوں سے پاک ہیں

زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب انہی کا ہے۔ سب انہی کے تابع ہیں۔ انہوں نے ہی زمین و آسمان کو نیست سے ہست کیا۔ ان کی قدرت کا یہ عالم ہے کہ جس کام کے متعلق وہ کہہ دیں کہ ہو جا وہ ہو کر رہتا ہے۔ اور کوئی نہیں جس میں یہ صفات ہوں۔ اور کوئی نہیں جس کے یہ کمالات ہوں اس کی ہمسری کا دعویٰ تو کجا اس کی معرفت اور اس کی ذات کا پورا ادراک اور ان کی صفات کا حقیقی فہم بھی کسی کے بس کی بات نہیں۔
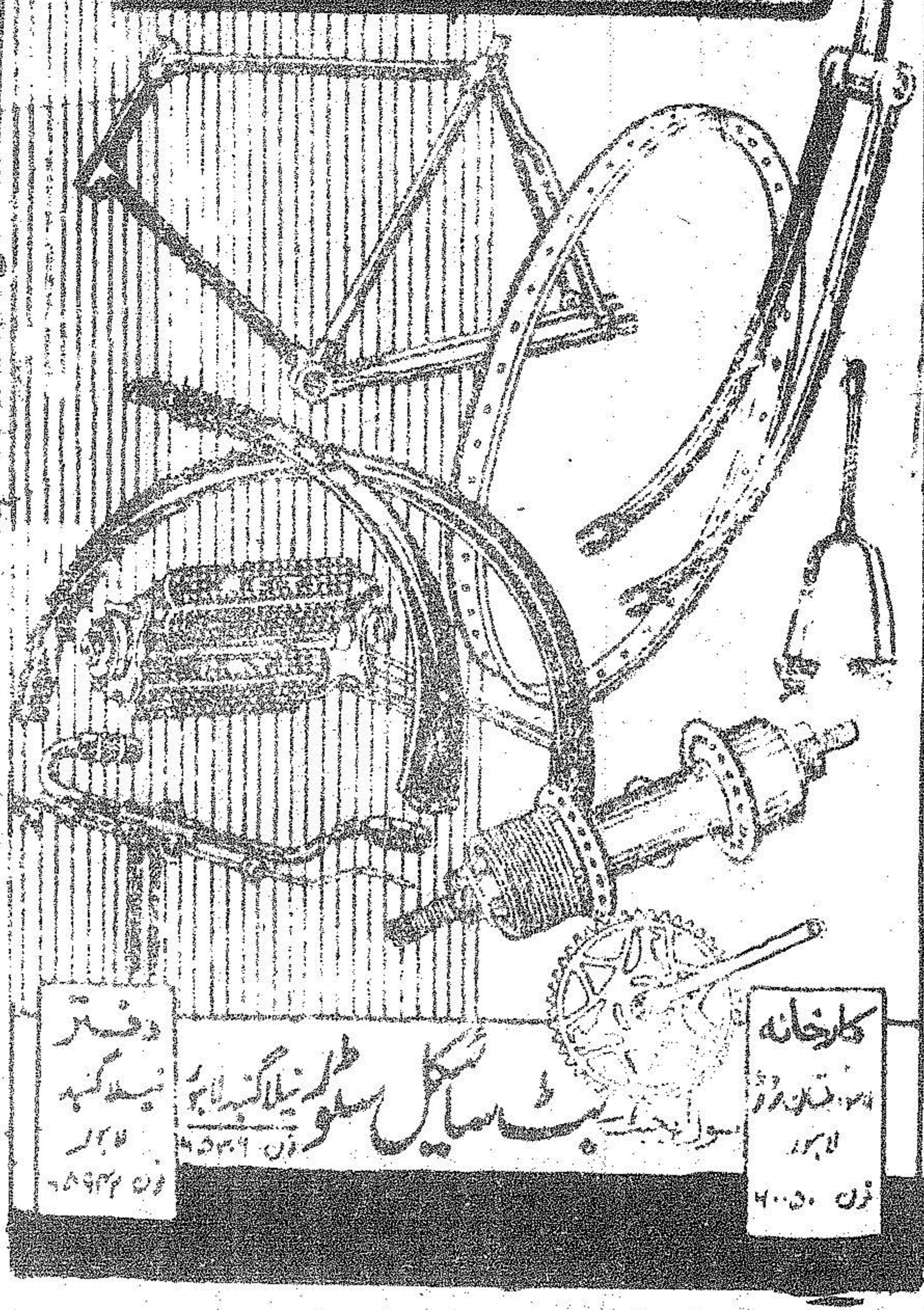
فخر الدین صدیقی متعلم بیرون کشمیری دروازہ، سرکلر روڈ، لاہور
ابن حاجی شاہ دین صدیقی مرحوم و مغفور،

صحت مند معاشرے کو پیدا کرنے میں متعدد اسباب کا دخل ہے، مگر دولت کی مساوی تقسیم کا اس سے کوئی علاقہ نہیں۔ تاریخ عالم شاہد ہے کہ روحانی اور مادی دونوں ادوار میں اس کی تقسیم کبھی بھی مساوی نہیں ٹھہری، لیکن اس کے باوجود تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت عیاں ہے کہ دنیا میں ایسے ایسے دور بھی آئے جب کہ معاشرہ اپنی صحت کے اعتبار سے انتہائی عروج وکمال پر تھا۔ اگر ہم اس کائنات کا ایک سرسری جائزہ لیں تو اس کی ہر چیز دولت کی مساوی تقسیم کی منہ بولتی مخالف تصویر نظر آئے گی۔ اس لیے کہ قدرت کا یہ کرشمہ ہے کہ ہر چیز دوسری سے مختلف اور غیر مساوی ہے۔ مگر اس کے باوجود نظم جہاں میں کوئی کمی یا فتور نہیں آنے پاتا۔ یہ بات اس کی دلیل ہے کہ کسی چیز کی غیر مساوی تقسیم معاشرے کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوتی۔

دراصل معاشرے کو روحانی بیماری اور مذہب سے علیحدگی کا مرض لاحق ہے اور یہ مرض جوں جوں بڑھ رہی ہے معاشرے کی صحت خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی ہے۔ مثلاً ایک چھوٹی سی مثال ہے ایک دور تھا کہ گھر سے ننگے سر نکلنے کو کسی نے یوں بیان کیا تھا ؎

ننگے سروں میں پھرنا تہذیب مشرقی کا
سُورج کی لگن میں اُلّو بنا کے چھوڑا

مگر اب بچہ، نوجوان بوڑھا تو کجا ہماری عصمتیں بھی دن دہاڑے لوٹ لی جاتی ہیں۔ اور بھرے بازاروں میں ننگے سر بلکہ برہنہ بدن چلنا معاشرے کی صحت اور ثقافت کا حصہ گردانتی ہیں۔ بھلا اس چیز کا دولت کی مساوی تقسیم سے کیا واسطہ ایسی لعنت میں امیر و غریب سبھی گرفتار ہیں سوائے ان شرفاء کے جن کے بزرگوں میں دین کی عزت موجود ہے ورنہ پانی سر سے گزر چکا ہے یہ عجیب بات ہے کہ جو بیماری لاحق ہو اس کا علاج تو کیا تشخیص تک نہ ہو اور ایک نئی راہ پر تحقیق و تشخیص جاری کر دی جائے۔

یہ امر مسلم ہے کہ تخلیق کائنات ہی سے انسان بے شمار اور ان گنت احتیاجات کے حصول میں کوشاں و سرگرداں نظر آتا ہے۔ رفتہ رفتہ مختلف ادوار میں ان کے حصول کے لیے مختلف النوع معیار اور طریقے وضع کیے گئے چنانچہ کبھی تو دولت منجمد ہو کر رہ گئی اور اس کے حامی سوشلسٹ کہلائے اور کبھی سرمایہ دارانہ نظامِ حیات سے انسان برسرِپیکار نظر آتا ہے۔ علاوہ ازیں ایک وقت ایسا بھی آیا جبکہ انسان آزادی کے حصول میں تجارت اور دیگر پیشوں میں بھی آزاد نظام پسند کرنے لگا۔ آزادی اگر شعوری ہو اور وہ اچھے نتائج پیدا کرے تو اس کا کچھ جواز بھی ہو سکتا ہے لیکن جو آزادی انسانی ترقی کی راہ میں حائل ہو سرد بازاری لائے، ہنگامہ آرائی کی بجائے انسانی تباہی کی طرف مائل۔ ایسی آزادی، لعنت ہوا کرتی ہے چنانچہ حکیم الامت علامہ مرحوم فرماتے ہیں ؎

آزادیٔ افکار سے ہے ان کی تباہی
رکھتے نہیں جو فکر و تدبر کا سلیقہ
ہو فکر اگر خام تو آزادیٔ افکار
انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ

لیکن ٹھیک چودہ سو سال پہلے اس دنیائے فانی کو ایک انسان عظیم جسے ہادیٔ اعظم، سیّد المرسلین، خاتم النبیّین کے نام نامی سے یاد کیا جاتا ہے۔ ایک ایسا اسلامی سوشلزم کا نظریہ پیش کرتے ہیں۔ جسے "اسلامی نظریہ حیات" کہا جاتا ہے اس میں سود و جوا اور ایسی تمام چیزیں حرام کر دی گئیں اور انسان کو معراج انسانیت تک پہنچانے میں ارشادات ربّانی پہنچائے گئے چنانچہ آپ کا دیا ہوا نظام اگر دولت کی مساوی تقسیم نہیں پیش کرتا، تو ایک ایسا نظامِ حیات پیش کیا گیا ہے جس میں انسان نہ صرف حقوق العباد کی ادائیگی کو اپنا فرضِ اولیں سمجھتا ہے۔ بلکہ حقوق اللہ بھی بطریق احسن بجا لائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایسی حالت پر مفکرِ پاکستان فرماتے ہیں ؎

تری نگاہ میں ثابت نہیں خدا کا وجود
مری نگاہ میں ثابت نہیں وجود ترا!
وجود کیا ہے؟ فقط جوہرِ خودی کی نمود
کر اپنی فکر کہ جوہر ہے بے نمود ترا!

مسلمانِ عالم کو خوب معلوم ہے کہ صحابہ کرام میں اصحابِ صُفّہ جیسے غریب بھی تھے کہ جب کبھی کچھ صدقے وغیرہ کی چیز مل جاتی تو کھا لیتے ورنہ یاد خدا میں محو رہ کر بھوک پیاس کا خیال ہی بھلا دیا کرتے اور ہمارے جلیل القدر بزرگوں میں ایک طبقہ ایسا بھی تھا جو دولت کے مالک تھے اور اپنے غریب بھائیوں کی مدد کے ساتھ ساتھ ڈھیروں ڈھیر مال جہاد اور خدمت اسلام کے لیے پیش کرتے تھے چنانچہ تاریخ عالم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ایک وقت ایسا بھی آیا جب رسُولِ خدا نے صحابہؓ سے دریافت فرمایا کہ تم لوگ راہِ خدا جہاد کے لیے کیا لائے ہو تو ہر آدمی نے حسب استطاعت لاکر سامنے رکھ دیا ایک نہیں بیسیوں مثالیں ایسی ملتی ہیں جن سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دولت کی مساوی تقسیم کا ان پر مطلق اثر نہیں ہوتا تھا میرے نزدیک صحت مند معاشرے کو پیدا کرنے کے لیے مندرجہ ذیل اسباب پہ نظر رکھنا اشد ضروری ہے۔

(۱) تقویٰ اللہ اختیار کرنا۔
(۲) حقوق العباد کی ادائیگی۔
(۳) زکوٰۃ اور صدقات دینا۔
(۴) قانون کی بالا دستی قائم کرنا۔
(۵) امانت و دیانت اور صداقت پہ دل و جان سے کاربند ہونا
(۶) سچی گواہی دینا خواہ اپنے ہی خلاف کیوں نہ ہو۔
(۷) چھوٹے بڑے کے امتیاز کو ذہنی طور پہ ختم کر دینا۔

جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے عہدِ زریں میں تھا کہ خلیفہ وقت خود چل کر غریبوں کا حال دریافت کرتا اور ان کی ضروریات کو مہیا کرتا۔ اگر یہ محولہ بالا جملہ اسباب موجود ہوں تو غیر مساوی دولت معاشرے کے صحت مند ہونے میں قطعاً حائل نہیں ہو سکتی۔ میرا دعویٰ یہ ہے کہ اگر یہ ساتوں اسباب مہیا نہیں ہوتے تو معاشرے میں صحت مندی کا رجحان ہرگز لوٹ کر نہیں آ سکتا اور نہ کبھی توقع کی جا سکتی ہے اس لیے یہ سراسر غلط ہے کہ صحت مند معاشرے کے لیے دولت کی مساوی تقسیم ضروری ہے۔

قرانِ پاک میں متعدد بار اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ہم نے انسان کو عقل و خرد عطا کی ہے اور یہی بات اس کی اشرف المخلوقیت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ چنانچہ انسانی عقل و ہمت اور دانش مندی اس بات کی گواہ ہے کہ ان امور کو بروئے کار لاکر بنیادی زندگی کے خوشحال لوازمات باسانی پورے کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن کج روی اور ناتوانی اس کو اندھیرے غار میں گرا دیتی ہے بلند ہمتی و بلند کرداری سے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ بقول شاعر

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

استعداد کار اور اندرونی صلاحیتوں کی جلوہ نمائی کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہوا کرتی ہے ان کی فراہمی چنداں دشوار نہیں۔ کیونکہ خداوند کریم نے یہ ساری نعمتیں انسان میں ودیعت کر دی ہیں۔ اب یہ سارا مرحلہ انسان کے اپنے ہاتھ میں ہے کہ وہ عظیم سے عظیم تر ہوتے ہوئے عقل و خرد کی منازل طے کرتا ہوا دولت کے حصول میں مشکلات اور دشواریوں کو دور کرے اور اپنی، اپنے جملہ افرادِ خانہ اور ہر اشخاص کی ضروریات کو پورا کرے جن کا وہ متحمل ٹھہرا ہے۔ چنانچہ دولت کی مساوی تقسیم اور ایسے ہی دوسرے جملہ خدشات کا اظہار عقل ناقص کی دلیل ہوا کرتا ہے۔ اور اگر انسان اس کم فہمی میں مبتلا نظر آئے اور خواہ مخواہ دوسروں کو ہدفِ تنقید بناتا رہے۔ تو یہ نہ صرف اس کے اپنے لیے بڑا ہوگا۔ بلکہ وہ امن عامہ کو تباہ و برباد کرنے کا بھی موجب بنے گا۔ چنانچہ اندریں حالات ایسے میں عقلِ سلیم اسے ناپسند کرے گی اور وہ سوسائٹی میں ایک رستا ہوا ناسور بن جائے گا۔ چنانچہ ایسے میں یہ لازم ہے کہ انسان عقلِ سلیم اختیار کرے اور کامیابی و کامرانی کی تمام منازل طے کرتا ہوا بامِ عروج پہ جا پہنچے۔ ایسی سطح پر پہنچ کر اسے نہ یہ خیال پیدا ہوگا کہ معاشرے میں صحت مندی کا رجحان نہیں اور نہ ہی وہ دولت مندی کا خواب دیکھ سکے گا وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی اپنا فرضِ اولین سمجھے گا۔ چنانچہ معاشرے میں خود بخود صحت مندی کا رجحان پیدا ہوگا اور معاشرے کے تمام پریشان اجزا اکٹھے ہو جائیں گے۔ چنانچہ یہ کہنا کسی حالت میں بھی درست نہیں کہ صحت مند معاشرے کے لیے دولت کی تقسیم مساوی ہونی چاہیئے۔

## بقیہ: الاستیذان

بھی اجازت حاصل کروں (اس آدمی کے گھر میں ان کی والدہ ہی رہتی تھی، اس لئے دریافت کیا کہ جبکہ گھر میں میری والدہ کے علاوہ اور کوئی نہیں تو کیا پھر بھی اجازت حاصل کرنے کی ضرورت ہے؟) آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ پھر بھی اجازت چاہو۔ اُس نے پھر عرض کیا کہ میں تو ہمیشہ گھر میں ان کے ساتھ رہتا ہوں آپؐ نے جواب میں پھر ارشاد فرمایا۔ کہ اجازت حاصل کرو۔ اُس نے پھر عرض کی کہ انی خادمھا میں تو اپنی والدہ کا خادم ہوں۔ یعنی ہر وقت ہی اُن کے کام کرتا رہتا ہوں۔ آپؐ نے پھر فرمایا کہ تمہیں اجازت حاصل کرنی چاہیئے۔ اور آپؐ نے انہیں ایسی عجیب طرح سمجھایا کہ وہ فوراً مان گئے۔ فرمایا کہ اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاھَا عُرْیَانَۃً؟ یعنی کیا تم اُسے ننگا دیکھنا پسند کروگے؟ یعنی ہو سکتا ہے کہ وہ نہا رہی ہو یا کپڑے بدل رہی ہو اور تم بے کھنکارے یا بغیر زمین پر زور سے پاؤں مارے یا بغیر آواز دئے داخل ہو تو عریانی کی حالت میں ہو۔ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ میں اپنی والدہ کو ننگا دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ آپؐ نے فرمایا بس پھر اجازت حاصل کرو۔ اجازت کے بغیر اندر داخل نہ ہوا کرو۔ (اس صحابی کا بار بار دریافت کرنے سے یہ مطلب تھا کہ شاید گھر میں ہمیشہ رہنے والے یا خدمت گار کو بلا اجازت بھی اندر جانے کی اجازت ہو گی۔ مگر آقائے نامدار (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ کسی کو بھی (کسی کے پاس) بلا اجازت گھر میں داخل نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ جس طرح غیر کا اجازت کے بغیر اندر جانے میں بے پردگی یا دوسری خرابیوں کا اندیشہ ہے اسی طرح ہمیشہ رہنے والوں اور خادموں کے اجازت کے بغیر جانے میں بھی بے پردگی وغیرہ کا خدشہ ہے) اس لئے اجازت چاہنی ضروری امر ہے۔ البتہ اپنے گھر میں داخل ہونے کے لئے کھنکارنا یا زور سے پاؤں مارنا وغیرہ بھی کافی ہے۔ جس سے یہ اندازہ ہو جائے کہ آپ اندر داخل ہونے ہی والے ہیں۔ تاکہ اگر کوئی اور پردہ والی عورت ہی گھر میں آئی ہوئی ہو تو گھر والے منع تو کر سکیں اور بے پردگی نہ ہو۔

اللہ تعالٰے ہم سب کو سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بتلائے ہوئے طریقوں پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آخرت میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ نصیب کرے۔ وصلی اللہ تعالٰی علی خیر خلقہ محمد و آلہٖ واصحابہ اجمعین۔

## تعارف و تبصرہ

نام کتاب: اسلام کا معاشرتی نظام
مؤلفہ: خالدہ علوی لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی
ملنے کا پتہ: مکتبہ علمیہ لیک لاہور

اسلام ایک مکمل نظامِ حیات ہے اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کے متعلق واضح ہدایات دیتا ہے۔ دورِ حاضر چونکہ انسانی زندگی کے مختلف پہلو مستقل توجہ کا مرکز بنے ہیں۔ اس لئے ہر پہلو ایک نظام کی حیثیت اختیار کر گیا ہے مثلاً معاشی، سیاسی، معاشرتی و اخلاقی ــــ

اسلام کو عصرِ حاضر کے چیلنج کا جواب دینے کے لئے اسلام پسندوں نے مقدور بھر کوششیں کی ہیں اور کی جا رہی ہیں انہی کوششوں کی ایک کڑی زیرِ تبصرہ کتاب ہے کتاب انسان کی معاشرتی زندگی سے بحث کرتی ہے۔ جدید سوشیالوجی کے انداز پر مرتب کی گئی ہے۔ کتاب میں انسان کی معاشرت پسندی، اسلام میں حیثیت نسواں، شرف انسانیت، معاشرتی ادارات، خاندان، حقوق زوجین، حقوق والدین، حقوق اولاد و اقرباء، مسجد، مکتب، ریاست اور اسلامی ثقافت کے اہم عنوانات پر مرتب بحث کی گئی ہے۔ جدید نظریات کو بیان کیا ہے۔ لیکن قرآن و سنت سے صرف نظر نہیں کی۔ جابجا قرآن و حدیث کی نصوص کتاب کی افادیت کو دو بالا کرتی ہیں۔ قدیم و جدید مصنفین کی آراء کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ بالخصوص شاہ ولی اللہؒ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ کتاب کے مؤلفہ ایک راسخ العقیدہ خطیب ہیں۔ اور دینی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں موصوف کی یہ کوشش دینی خدمات اور ترویج اسلام کے جذبہ کی مظہر ہے۔ ہماری دعا ہے کہ موصوف دین کی مزید خدمت دے۔ ہماری رائے میں کتاب مفید اور معلومات افزا ہے۔ کتاب خوبصورت ٹائپ پر چھپی ہے اور طباعت کا معیار عمدہ ہے ہر دین پسند کے پاس اس کا ہونا مفید ہے۔ قیمت ۹ روپے ہے

محمد شفیع عمرالدین، میرپورخاص

# صحتِ جسمانی کا خیال رکھیں

(۱)

صحتِ جسمانی اللہ تعالٰے کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کچھ عرصہ بعد حضرت شمویل یا شمعون علیہ السلام سے بنی اسرائیل نے درخواست کی کہ ان کے لئے ایک بادشاہ مقرر فرما دیا جائے تاکہ اس کی ماتحتی میں وہ دشمنوں کے ساتھ جہاد کریں۔

حضرت شمویل علیہ السلام نے انہیں فرمایا کہ اللہ تعالٰے نے ان کے لئے طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے۔ بنی اسرائیل نے اس تقرری کو اپنے اعتراض کا نشانہ بنایا۔

قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ

(البقرہ۔ آیت ۲۴۷)

ترجمہ: انہوں نے کہا اس کی حکومت کیوں کر ہو سکتی ہے۔ اس سے تو ہم ہی سلطنت کے زیادہ مستحق ہیں۔ اور اسے مال میں کشائش نہیں دی گئی۔

(ف) ان کا یہ اعتراض اس وجہ سے تھا کہ طالوت شاہی خاندان کے فرد نہ تھے بلکہ آپ سقہ یا رنگریز تھے۔ مالدار نہ تھے بلکہ غریب تھے۔ مگر بڑے عالم، طاقتور، خوبصورت اور بہادر تھے۔ اور فنونِ حرب کے بھی ماہر تھے۔ اس لئے بنی اسرائیل کے اعتراض کا یوں جواب دیا گیا۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ

(البقرہ۔ آیت ۲۴۷)

ترجمہ: اللہ نے اسے تم پر پسند فرمایا ہے اور اسے علم اور جسم میں زیادہ فراخی دی ہے۔

(ف) "انتخاب امیر میں دنیاداروں کے زاویۂ نگاہ کے مطابق دولتمندی کو معیار قرار دینا غلط ہے۔ صحیح معیار وسعت علم اور طاقتِ جسم ہے کیونکہ عموماً قاعدہ ہے کہ جسیم کا دل بھی بڑا ہوتا ہے اور ایسا آدمی عام طور پر پستہ قد اور مٹھی بھر انسان سے مرعوب نہیں ہو سکتا۔"

(حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحبؒ)

ظاہر ہے کہ طالوت کی تقرری کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ طاقتور تھے۔ طاقتور بننے کے لئے اچھی صحت کا ہونا ضروری ہے۔

## اچھی صحت

اچھی صحت کی قدر کرنی چاہئے۔ حدیث میں آتا ہے۔ دو نعمتیں ہیں ان میں سے بہت سے لوگ نقصان اٹھاتے ہیں۔ ایک ان میں سے تندرستی اور دوسری فراغت۔

(ف) "انسان اچھی طرح عبادت بھی تب ہی کر سکتا ہے کہ تندرستی کے علاوہ دنیاوی ضرورتوں کے پورا ہونے کے باعث بے فکری بھی ہو۔ ان دونوں نعمتوں کے میسر آنے کے بعد بھی جو شخص عبادت نہ کرے اس سے بڑھ کر اور کون گھاٹے میں ہو سکتا ہے۔"

(حضرت شیخ التفسیرؒ۔ از خلاصۃ المشکوٰۃ)

## طاقتور مومن

حدیث شریف میں ہے۔ "طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر ہے اور اللہ تعالٰے کے ہاں زیادہ پیارا ہے ویسے دونوں اچھے ہیں۔"

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن بندہ نے نعمتوں کے متعلق جو سوال کیا جائے گا وہ یہ ہوگا کہ ہم نے تجھ کو صحت عطا نہیں کی تھی۔ اور ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا؟ (مشکوٰۃ۔ کتاب الرقاق)

صحتِ جسمانی کے حصول کے لئے صحت کے اصولوں پر عمل کرنا چاہئے۔ ان اصولوں میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

## غسل کی اہمیت

صحت جسمانی کے لئے ایک تندرست انسان کو روزانہ غسل کی ضرورت ہے۔ شریعت مطہرہ نے بعض حالتوں میں غسل کو واجب قرار دیا ہے۔ مثلاً غسل جنابت اور عورت کو حیض اور نفاس کے ایام ختم ہونے پر۔

علاوہ ازیں جمعہ کے دن جمعہ نماز سے قبل، عیدین کے روز عید نماز سے پہلے، حج یا عمرہ کا احرام باندھنے سے پہلے، عرفات میں عرفہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔

نیز اسلام لانے کے لئے، شب برأت کی رات کو، لیلۃ القدر کی راتوں کو، کسی گناہ سے توبہ کرنے کے لئے، جب سفر سے گھر واپس لوٹے، مجلس عامہ میں جانے کے لئے اور نئے کپڑے پہنتے وقت، ان سب حالات میں غسل کرنا مستحب ہے۔

## پاک رہنا نصف ایمان ہے

اللہ تعالٰے بغیر طہارت (شرعی وحسی) کے کوئی نماز قبول نہیں فرماتا۔ (حدیث)

اگر تم میں سے کسی کے گھر کے دروازہ پر نہر ہو۔ پھر وہ روزانہ اس میں پانچ بار غسل کرتا ہو — (يَغْتَسِلُ فِيهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا) تو بتاؤ اس کے جسم پر کچھ میل کچیل باقی رہ سکتی ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا نہیں اس کے جسم پر ذرا بھی میل کچیل نہیں رہ سکتی۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہی حال پانچ وقت کی نمازوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نمازوں کے ذریعہ سے گناہوں کو مٹاتا ہے۔ (بخاری)

یہ بات ظاہر ہے کہ نماز گناہوں کو مٹاتی ہے اور غسل بدن کو میل کچیل سے پاک و صاف رکھتا ہے۔ لہٰذا حتی الامکان اگر کوئی عارضہ مانع نہ ہو تو روزانہ غسل کے ذریعہ بدن کو میل کچیل سے صاف رکھا جائے۔

حضرت امام شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے وضو اور غسل کے اسرار بیان کرتے ہوئے فرمایا:

ا۔ "واضح ہو کہ کبھی کبھی انسان "طبعی تاریکیوں" سے "خطیرۂ قدس کی روشنیوں" میں لایا جاتا ہے۔ اس پر یہ انوار غالب آتے ہیں اور تھوڑی تھوڑی دیر کے لئے کسی نہ کسی طرح طبیعت کے احکام سے بری ہو جاتا ہے پس یہ ملائکہ کے مسلک میں منسلک ہو جاتا ہے۔

اور باعتبار تجرید نفس کے گویا انہی میں سے ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد پھر اس کی وہی اصلی حالت ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ "پہلی حالت" کے مناسب چیزوں کا مشتاق ہوتا ہے۔ تاکہ اس کی عدم موجودگی میں ان امور کو غنیمت جانے۔ اور ان امور کے ذریعہ اس فوت شدہ حالت کو حاصل کرے۔ پس اس وقت بھی اس کو ایک حالت منجملہ احوال کے پیش آتی ہے جس کو "سرور اور انشراح" کہتے ہیں۔ یہ کیفیت "میل کچیل" دور کرنے اور "مطہرات" کے استعمال کرنے سے حاصل ہوتی ہے پس وہ ان امور کا "بخشگی سے پابند" ہوتا ہے"۔

۲۔ "نیز تجربہ سے شہادت ملتی ہے کہ ہاتھ پاؤں کے دھونے سے، منہ اور سر پر پانی چھڑکنے سے نفس پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ خواب یا نہایت بے ہوشی اس سے دور ہو جاتی ہے"۔

۳۔ "تدابیر ثانیہ کے ابواب سے جن پر انسانی کمال کا مدار ہے اور لوگوں کے لئے وہ بمنزلہ فطرت کے ہو گئے ہیں۔ طہارت بھی ایک باب ہے اور اس کی وجہ سے فرشتوں سے قرب اور شیاطین سے بُعد حاصل ہوتا ہے اور عذابِ قبر بھی اس سے دور ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "پیشاب سے بچو کیونکہ عام عذابِ قبر اس سے ہوتا ہے"۔ اور طہارت کو اس میں بڑا دخل ہے۔ کہ اس کے ذریعہ سے نفس، احسان کا درجہ حاصل کر سکتا ہے ــــ چنانچہ اللہ تعالےٰ کے اس قول میں اسی طرف اشارہ ہے (وَاللہُ یحبّ المطّھّرین) "پاکیزہ رہنے والوں کو خدا دوست رکھتا ہے"۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

## مسواک اور صحت

اچھی صحت کے لئے منہ اور دانتوں کا اچھی طرح صاف رکھنا نہایت ضروری ہے حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ "معدہ بدن کا حوض ہے اور بدن کی رگیں اس حوض کی طرف آتی ہیں۔ (یعنی انسانی اعضاء کی رگیں اس حوض سے وابستہ ہیں) جب معدہ درست درست ہوتا ہے تو یہ بدن کی صحت قائم رکھنے کے لئے معدہ سے مواد صالحہ حاصل کرتی ہیں۔ اور جب معدہ خراب ہوتا ہے تو رگیں خراب مواد حاصل کرتی ہیں اور علالت کا سبب بنتی ہیں"۔ (مشکوٰۃ)

حاصل یہ نکلا معدہ کا درست ہونا باعثِ صحت ہے اور اس کی خرابی بیماری لاتی ہے۔

اب ہر چیز معدہ میں منہ کے ذریعہ داخل ہوتی ہے۔ اس لئے اچھی پاک اور حلال خوراک کے علاوہ دانتوں اور منہ کی صفائی کی طرف توجہ دینے کی بھی اشد ضرورت ہے۔ یہ مقصد مسواک سے حاصل ہوتا ہے۔

ہر مسلمان کو ہر نماز کے لئے وضو کرنا پڑتا ہے۔ پنجوقتہ فرض نمازوں کے لئے روزانہ پانچ وقتہ عموماً وضو کی نوبت آتی ہے اور وضو کی سنتوں میں ایک سنت مسواک کا کرنا بھی ہے اور اس سنت کی بجا آوری کا بڑا ثواب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ نماز جس کے لئے مسواک کی گئی ہو اس نماز پر جس کے لئے مسواک نہیں کی گئی ستر درجے فضیلت رکھتی ہے"۔ (مشکوٰۃ)

حضرت زید بن خالدؓ جب نماز کے لئے آتے تو قلم کی طرح مسواک آپ کے کان پر رکھی ہوتی۔ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو فوراً مسواک کر لیتے اور فوراً کان پر رکھ لیتے"۔ (مشکوٰۃ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کی نماز کے لئے اٹھتے تو مسواک کرتے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابوبردہؓ کہتے ہیں کہ میں ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ آپؐ مسواک کر رہے ہیں۔ ہاتھ میں مسواک تھی اور آپ "اع اع" کر رہے تھے۔ معلوم ہوتا تھا کہ آپ قے کر رہے ہیں۔ (بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر سے گھر تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام آپؐ جو کرتے وہ مسواک کا کرنا تھا۔ (مشکوٰۃ)

دینِ فطرت (اسلام) کی جو دس باتیں آپؐ نے امت کو تعلیم فرمائی ہیں ان میں مسواک بھی شامل ہے:۔

۱۔ مونچھیں کترانا۔ ۲۔ داڑھی چھوڑنا۔
۳۔ مسواک کرنا۔ ۴۔ ناخن کاٹنا
۵۔ پانی سے ناک صاف کرنا۔
۶۔ انگلیوں کے جوڑوں کا دھونا تاکہ ان میں میل نہ جمی رہے۔
۷۔ بغل کے بال دور کرنا۔
۸۔ زیر ناف کے بال مونڈنا۔
۹۔ پیشاب پاخانے کے بعد پانی سے استنجا کرنا۔
۱۰۔ راوی دسویں بات بھول گیا۔ مگر یہ کلی ہے۔ (مشارق الانوار بحوالہ مسلم)

مسواک سب انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔ (ایضاً)

آپؐ رات اور دن میں جب سو کر اٹھتے تو وضو کرنے سے پہلے مسواک کرتے۔ (ایضاً)

آپؐ نے فرمایا "اگر میں اپنی امت پر اس بات کو مشکل نہ جانتا تو اس کو حکم دیتا کہ ہر نماز کے لئے مسواک کرے (مشکوٰۃ)

نیز فرمایا۔ مسواک منہ کی پاکی اور پروردگار کی خوشنودی کا باعث ہے۔ (ایضاً)

حدیث:۔ اَلسِّوَاکُ یَزِیْدُ الرَّجُلَ فَصَاحَۃً۔ (جامع الصغیر)

ترجمہ: مسواک آدمی کی فصاحت زیادہ کرتی ہے۔

اس حدیث کی شرح میں نیل المرام میں لکھا ہے کہ مندرجہ ذیل موقعوں پر مسواک کرنی چاہئے:۔

۱۔ نیند سے بیدار ہونے کے بعد۔
۲۔ نماز کے قیام کے وقت۔
۳۔ تلاوت قرآن مجید کے لئے۔
۴۔ سونے سے قبل۔
۵۔ وضو کرتے وقت۔
۶۔ حدیث کا مطالعہ کرنے سے قبل۔
۷۔ دین کے علم پڑھانے سے قبل۔
۸۔ ذکرِ الٰہی کرنے سے قبل۔
۹۔ کعبہ شریف میں داخل ہوتے وقت۔
۱۰۔ قربت زوجہ سے پہلے۔
۱۱۔ مجالس میں جانے سے قبل۔
۱۲۔ بھوک کے وقت۔
۱۳۔ چھینک آتے وقت۔
۱۴۔ سحری کے وقت۔
۱۵۔ کھانے کا ارادہ کرتے وقت۔
۱۶۔ رات کو نماز کے بعد سونے سے قبل۔
۱۷۔ کھانے کے بعد

حدیث: اَلسِّوَاکُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ وَالْوُضُوْءُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ۔ (جامع الصغیر)

ترجمہ: مسواک کرنا نصف ایمان ہے

عبدالرحمٰن نورولی

# تین واقعے

## ۱ ایمان و یقین

غزوۂ خندق میں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحاب کے خندق کھودنے میں مصروف تھے تو اس وقت حضرت طلحہؓ نے دیکھا کہ اس پیارے نبیؐ کے چہرے پر بھوک اور تکان کے آثار نمودار ہیں آپ فوراً گھر واپس آئے اور اپنی بیوی ام سلیم سے دریافت کیا کہ گھر میں کچھ بکری یا دُنبہ موجود ہے تاکہ حضورؐ کی دعوت کیجائے مگر گھر میں سوا ایک چھوٹے سے بکری کے بچّے کے کچھ نہیں تھا۔ جو صرف تین چار آدمیوں کے کھانے کے لئے کافی تھا آخر اس کو ذبح کیا گیا اور حضرت طلحہؓ نے حضرت انسؓ کو حضورؐ کی خدمت میں بھیجا کہ ہمارے ہاں بکری کا چھوٹا سا بچہؓ ہے سو آپؐ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ آج دوپہر کو کھانے کے لئے تشریف لائیں۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سننے کے باوجود سب خندق والوں کو اعلان کرادیا کہ آج ظہر کا کھانا حضرت طلحہؓ کے گھر پر ہے۔ یہ سنتے ہی تمام صحابی جن کی تعداد چار ہزار کے قریب کہی جاتی ہے۔ حضرت طلحہؓ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے ادھر حضرت انسؓ نے جب یہ دیکھا تو بھاگتے ہوئے گھر آئے اور حضرت طلحہؓ کو تمام صحابہؓ کے آنے کی خبر سنائی۔ جو سنتے ہی حضرت طلحہؓ کو مارے گھبراہٹ کے کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کیونکہ اس چھوٹے سے بچّے میں ہزاروں آدمیوں کو کس طرح کھلایا جاسکتا تھا۔ اور وہ شرم اور گھبراہٹ میں حضرت انسؓ پر خفا ہو رہے تھے کہ انہوں نے ٹھیک سے سمجھایا نہ ہوگا کہ ہمارے ہاں صرف بکری کا بچہ ہی ہے۔ تو حضرت انسؓ نے جواب دیا کہ انہوں نے اس طرح تین مرتبہ حضورؐ سے کہا تھا تو جب حضرت طلحہؓ پہ فکر اور گھبراہٹ چھائی ہوئی تھی اس وقت ان کی بیوی ام سلیم نے ان کو تسلی دی کہ جب حضورؐ نے اپنی طرف سے سب کو مدعو کیا ہے تو آپ فکر کیوں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کی تدبیر ضرور کرے گا۔ آخر حضورؐ تشریف لائے اور انہوں نے پکے ہوئے کھانے کے برتن پہ کپڑا ڈھکا اور ام سلیم سے کہا کہ اپنی پڑوسن کو بھی بلا لیجئے تاکہ آپ کے کام میں ہاتھ بٹائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آخر حضورؐ سے معجزہ ظاہر ہوا۔ اور اسی کھانے میں تمام صحابیوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔ تو یہاں سمجھنے کی بات یہ بھی نکلی کہ اس نیک بیوی کا تحمل اور خدا اور اس کے رسول پر ایمان کیسا پختہ تھا۔

## ۲ ہمت و صبر

حضرت طلحہؓ کے ایک چھوٹا سا لڑکا لڑکا تھا جس سے آپ کو بے انتہا محبت اور پیار تھا۔ ایک دفعہ وہ بچہ بیمار پڑا حضرت ام سلیمؓ کو اندازہ ہو گیا تھا۔ کہ لڑکے کا وقت قریب آگیا ہے ایسی حالت دیکھتے ہوئے بھی آپ نے حضرت طلحہؓ سے کہا کہ آپ حضورؐ کی خدمت میں حاضری دیجئے اور بچہ کی فکر نہ کیجئے میں اس کی دیکھ بھال کروں گی حضرت طلحہؓ حضورؐ کی خدمت میں چلے گئے اور یہاں لڑکے کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی۔ اور وہ تھوڑی ہی دیر میں انتقال کر گیا۔ اب اس صحابیہ کی ہمت دیکھئے کہ ادھر گھر میں لڑکا فوت ہوا اور اُدھر انہوں نے مکان کی صفائی کی کھانا تیار کیا اور اچھے کپڑے پہن کر شوہر کا انتظار کرنے لگیں۔ تھوڑی دیر میں حضرت طلحہؓ بھی آگئے۔ تو انہوں نے بچے کی خیریت پوچھی۔ تو ام سلیمؓ نے جواب میں کہا کہ "وہ آرام کر رہا ہے اور آپ کے سامنے کھانا پیش کیا۔ اور اچھے اچھے کپڑے پہنے اپنے خاوند کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ جب سب کاموں سے فراغت کر چکے۔ تو ان کو لڑکے کے انتقال کی خبر کی تو آپ کو بڑا غم ہوا اور کہا پہلے کیوں اطلاع نہیں دی گئی۔ تو ام سلیمؓ نے جواب دیا کہ آپ کو اس سے زیادہ صدمہ پہنچتا اور آپ کھانا بھی تناول نہ فرماتے۔ اس لئے سوچا کہ سب چیز سے فراغت کرکے آپ کو مطلع کروں۔ پھر انہوں نے ابوطلحہؓ سے کہا کہ اب اس کی تجہیز و تکفین کیجئے اور اس پر نماز پڑھئے اور میں بھی نماز آپ کے پیچھے پڑھتی ہوں۔ اس کے بعد لڑکے کو دفن کیا گیا۔

اس واقعہ سے اس نیک بیوی کی ہمت و صبر کا بخوبی اندازہ ہوسکے گا کہ لڑکا فوت ہوا گھر میں اکیلی۔ اس پر بھی رونا پیٹنا تو کجا بلکہ دل کو تھام کر سب کام انجام دیے اور خاوند کی تسکین کا باعث بنی

## ۳ لڑکے کی تربیت

ام سلیم ایک دن اپنے لاڈلے بیٹے حضرت انسؓ جن کی عمر اس وقت دس سال کی تھی، لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اور عرض کیا آپؐ اس لڑکے کو اپنے پاس رکھئے یہ آپ کی خدمت کرے گا اور اس کے لئے دعا کرنے کی درخواست کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لاڈلے سپوت کے سر پہ ہاتھ رکھ کر اس کی عمر، مال اور اولاد میں برکت کے لئے دعا فرمائی جو آگے چل کر قبول ہوئی اور حضور کی خدمت میں دس سال رہنے کے بعد وہی نیک خاتون کا لاڈلا بیٹا ایک جلیل القدر صحابی بنا۔

---

از نصرت انجم

## دعاء

مجھے دین کی فہم و حکمت عطا کر
شرافت شجاعت دے شوکت عطا کر

اگرچہ گناہوں نے رسوا کیا ہے
تو ہی سُرخروئی دے عزت عطا کر

ترے مصطفےٰ ہی کی امت سے میں ہوں
مجھے ان کی سچی محبت عطا کر

میں اسلام کی راہ میں جان دیدوں
مجھے ایسی توفیق و طاقت عطا کر

مہک جائے جس سے جہاں سارا یارب
مرے علم میں ایسی نکہت عطا کر

میں ہم مرتبہ ہوں ستاروں کی یارب
مجھے وہ مقدر وہ قسمت عطا کر

تیرے در پہ انجم یہی عرض لائی
اسے دونوں عالم میں راحت عطا کر

## بقیہ صحت جسمانی کا خیال رکھیں

اور وضو کرنا نصف ایمان ہے۔
حدیث۔ اَلسِّوَاکُ شِفَاءٌ مِنْ کُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ وَالسَّامُ الْمَوْتُ۔
(جامع الصغیر)
ترجمہ: مسواک کرنا سب بیماریوں سے سوائے 'سام' کے صحت ہے۔ اور 'سام' موت کو کہتے ہیں۔
جو حضرات اس سنت پہ عمل کرتے ہیں ان کے دانت اور مسوڑھے صاف و مضبوط رہتے ہیں، ان کا ہاضمہ اچھا رہتا ہے اور وہ بہت ساری بیماریوں سے بچے رہتے ہیں۔ بڑھاپے میں اکثر دانتوں کے امراض سے انہیں تکلیف نہیں اٹھانی پڑتی۔ لہٰذا مسواک کو ہمیشہ بلاناغہ کرنا چاہئے اور اسے ہر وقت جیب میں رکھنا چاہئے۔

## یورپین اسلامک مشن کے ممبران کا اجلاس

یورپین اسلامک ممبران کا ایک خاص اجلاس زیر صدارت جناب ایم۔ ایس چوہدری صاحب چیئرمین یورپین اسلامک مشن۔ لنڈن میں منعقدہ ہوا جس میں جناب حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی امیر انجمن خدام الدین لاہور دوسرے علماء دین اور نمازیوں پر تشدد اور لاٹھی چارج کرنے کی پرزور مذمت کی گئی ہے۔ اور مطالبہ کیا ہے۔ کہ اس حادثہ کی تحقیقات غیر جانب دارانہ طریقہ پہ کرائی جائے اور اس واقعہ کے ذمہ داران افسران کو فی الواقعی سزا دی جائے۔
اجلاس نے حکومت سے یہ بھی مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ طلباء اور عوام کے مطالبات کو فوراً تسلیم کیا جائے، اور موجودہ صورت حالات کو ختم کرکے جلد از جلد امن و امان بحال کیا جائے۔ اجلاس میں جناب عبدالمجید اختر صاحب۔ مسٹر ایم احمد صاحب جناب نذیر احمد صاحب اور مہر محمد سرور صاحب آف ڈان کاسٹر کے نام خاص قابل ذکر ہیں۔ والسلام
محمد شفیع چوہدری

## تلاش گمشدہ

میرا لڑکا محمد ابراہیم (عمر ۳۱ سال) ۱۴ر جنوری ۱۹۶۹ء کو لاہور سے ملتان کے لئے روانہ ہوا۔ مگر تاحال ملتان نہیں پہنچا۔ لہٰذا ہم سخت پریشان ہیں۔ جہاں بھی ہو جلد پہنچے یا اپنی مجبوری سے مطلع کرے۔ قارئین میں سے اگر کوئی صاحب ان کو کسی جگہ پائیں مطلع فرما کر شکر گذاری کا موقعہ دیں۔
(حکیم) غلام قادر چشتی۔ حسین آگاہی ملتان

## ہفتہ وار درس حجۃ اللہ البالغہ

### دورِ حاضر کے عمرانی مسائل پر فلسفہ ولی اللّٰہی کی روشنی میں سلسلہ تقاریر

ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور کے زیر اہتمام "حجۃ اللہ البالغہ" مصنفہ حکیم الامت حضرت امام ولی اللہ دہلوی کا ہفتہ وار درس ہر اتوار کو صبح ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک بمقام دفتر سوسائٹی ۲۲۳۔ ای، شاہ ولی اللہ روڈ، سمن آباد، لاہور ہوتا ہے۔ درس ولی اللہ سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری صاحب دیتے ہیں جو امام انقلاب شارح حکمت ولی اللّٰہی حضرت مولانا عبیداللہ سندھی سے فیض یاب ہیں۔ اور ان کے معتمد خصوصی رہ چکے ہیں۔ آغاز امام صاحب کے عمرانی افکار سے کیا گیا ہے۔ آخری پندرہ منٹ درس کے موضوع کے متعلق توضیحی سوال و جواب کے لئے مخصوص ہیں۔ اہل علم حضرات کے لئے "فلسفہ ولی اللّٰہی کے خصوصی مطالعہ کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ ترقی پسند اصحاب کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ تشریف لا کر اس مطالعے سے مستفید ہوں اور ان افکار کو پاکستان میں ایک ترقی کن خوشحال معاشرے کی تشکیل و تعمیر کے لئے بنیاد بنائیں۔
الداعی: محمد مقبول عالم بی اے جائنٹ سیکرٹری
ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور۔

## ضروری اعلان

جو حضرات اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو انگلستان میں رسالہ خدام الدین اور دیگر دینی کتب مفت بھجوانا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رجوع کریں اور ان کے انگلستان کے پتے سے آگاہ فرمائیں۔
محمد شفیع چوہدری چیئرمین یورپین اسلامک مشن
۱۱۔ ینکن روڈ۔ ویٹلی۔ ڈان کاسٹر۔ یارک شائر انگلینڈ



## اعلانِ داخلہ قاری کلاس

معہد القرآن الکریم مانسہرہ ضلع ہزارہ میں طلباء تجوید و قرأت کیلئے داخلہ مڈل کے امتحانات (سالانہ ۶۹ء) ختم ہونے تک جاری ہے۔ مڈل پاس حفاظ طلباء کو روایت حفص کے ہمراہ میٹرک کی تیاری بھی کرائی جائیگی جسکی تعلیم کا انتظام مدرسہ میں موجود ہے نیز رہائش اور خورد و نوش کا بندوبست بھی مدرسہ میں ہے۔ خوراک کا خرچہ طلباء کے ماہوار وظیفہ کی رقم سے مجرا ہوگا۔
**شرائط داخلہ** (۱) مکمل حافظ۔ پختہ منزل اور کم از کم مڈل پاس ہو (۲) عمر کم از کم ۱۶ سال اور حسن کردار کا مالک ہو (۳) وضع قطع باشریعت ہو (۴) معہد کے قواعد و ضوابط اور نظم و نسق کے تحت تین سال کورس مکمل کرنے تک معہد میں ٹھہرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔
ماہوار وظیفہ: ● مڈل پاس حافظ ۳۵ روپے ● میٹرک پاس حافظ ۴۰ روپے ● ایف اے پاس حافظ ۴۵ روپے ● بی اے پاس حافظ ۵۰ روپے
شائقین طلباء اپنی درخواستیں بمعہ کوائف مختصر (نام۔ ولدیت۔ گھر کا مکمل پتہ تعلیم دینی و دنیوی۔ عمر۔ والد/سرپرست کا ذریعہ معاش اور ماہوار آمدن۔ نام استاد و مدرسہ جہاں حفظ کیا۔ کب اور کتنے عرصے میں حفظ کیا۔ کیا سکول کی تعلیم کے ہمراہ حفظ کیا) والد/سرپرست اور صدر امین بلدی جماعت مدرسہ (جہاں حفظ کیا) کی تصدیق سے داخلہ کے لئے جلد از جلد مندرجہ ذیل پتہ پر روانہ کریں۔ جو طلباء سالانہ امتحانات خواہ مڈل میں شریک ہو رہے ہیں وہ بھی درخواستیں روانہ کریں انہیں بلانے پر امتحانات کے فوراً بعد حاضر ہونا ہوگا جو طلباء پندرہ پارہ یا اس سے زائد کے حافظ (جن کو قرآن مجید حفظ کی تکمیل مدرسہ میں کرنا ہوگی)، مڈل میٹرک، ایف اے، بی اے پاس ہوں وہ بھی درخواستیں روانہ کریں۔ گنجائش کے مطابق ان پر بھی غور کیا جائیگا۔
المشتہر: قاری فضل ربی صدر مدرس معہد القرآن الکریم مانسہرہ ضلع ہزارہ

## بچوں کا صفحہ

# امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ کے رہنے والے تھے آپ اُن چار بڑے اماموں میں سے ایک ہیں۔ جن کے بتائے ہوئے طریقوں سے مسلمان نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں اور اسلام کی ساری باتیں کرتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس طریقے کو فقہ شافعی کہا جاتا ہے۔

اتنے بڑے آدمی آپ کیسے ہو گئے؟ سچی بات یہ ہے کہ آپ نے دین کا علم سیکھنے میں اپنا تن من لگا دیا تھا۔ ان کے زمانے میں حدیث شریف کے سب سے بڑے امام صرف تین تھے:

۱- امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینے میں۔

۲- امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ کوفے میں۔ اور،

۳- امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے دوسرے شاگرد امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کوفے میں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کیا کرتے تھے کہ ان اماموں سے دین کا علم سیکھیں۔ جب وہ چودہ برس کے ہوئے اور انہوں نے اپنے بارے میں سمجھ لیا کہ دور کا سفر کر سکتے ہیں تو ایک دن ایک قافلے کے ساتھ مدینہ شریف جا پہنچے۔ جس وقت وہ مسجد نبوی صلعم میں داخل ہوئے اُس وقت وہاں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو حدیث شریف کا درس دے رہے تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سننے والوں میں بیٹھ گئے۔ زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سُنی ہوئی حدیثیں اپنی ہتھیلی پر اسی تنکے سے لکھنے لگے۔ اس طرح تنکے سے روشنائی کے بغیر پچیس حدیثیں لکھیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اُن کی اس حرکت کو دیکھ رہے تھے۔ مغرب سے کچھ پہلے انہوں نے درس ختم کر دیا۔ لوگ اُٹھ اُٹھ کر اپنے گھر چلے گئے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو امام صاحب نے روک لیا۔ کچھ دیر ان کو دیکھتے رہے۔ پھر پوچھا: "کیا تم مکے کے رہنے والے ہو؟"

جواب دیا "جی ہاں"

امام مالکؒ: "تم اچھے خاصے بڑے ہو گئے ہو لیکن تم کو یہ نہیں معلوم کہ حدیث شریف سیکھنے کے لئے کس ادب اور تعظیم کی ضرورت ہے؟"

شافعیؒ: "آپ نے مجھ میں کیا بے ادبی دیکھی"؟

امام مالکؒ: "میں نے تم کو دیکھا کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کر رہا تھا تو تم اپنے ہاتھ پر ایک تنکے سے کھیل رہے تھے"

شافعیؒ: "میرے پاس کاغذ نہیں تھا اس لئے آپ جو کچھ فرماتے تھے میں ہاتھ پر لکھتا جاتا تھا"

یہ سُن کر امام مالک نے اُن کا ہاتھ پکڑا اور ہتھیلی دیکھ کر بولے:

امام مالکؒ: "اس پر تو کچھ بھی لکھا ہوا دکھائی نہیں دیتا"

شافعیؒ: "روشنائی کے بغیر حرف نہیں بنتے لیکن اس حیلے میں نے وہ سب اپنے دل پر لکھ لیا جو آپ سناتے گئے"

امام مالکؒ: "اچھا تو تم ایک ہی حدیث سناؤ"

شافعیؒ: "سُنیئے! مجھ سے بیان کیا مالکؒ نے، ان سے نافعؒ نے، ان سے ابن عمرؓ نے اور اُن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے" اتنا کہہ کر جس طرح امام مالکؒ نے حضورؐ کی قبر کی طرف اشارہ کیا تھا، اسی طرح شافعیؒ نے بھی اشارہ کیا اور پھر ایک ایک کر کے وہ پچیس حدیثیں جو امام مالکؒ سے اس دن سُنی تھیں، سنا دیں۔

امام مالکؒ اس نئے شاگرد کے حافظے کا یہ حال دیکھ کر دنگ رہ گئے اور سمجھ گئے کہ اس لڑکے پر اللہ کا خاص فضل ہے۔ اور ایک دن یہی لڑکا مسلمانوں کا امام بنے گا۔

وہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بہت خوش ہوئے۔ خوش ہو کر اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ کھانا کھلایا اور اپنے ہی گھر ٹھہرا لیا۔

دوسرے دن صبح کو فجر کی نماز کے بعد جب سورج نکل آیا تو امام مالکؒ نے اپنی کتاب "مؤطا" نکالی۔ اس کتاب میں انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں جمع کر رکھی تھیں۔ کتاب اس نئے شاگرد کو دی اور کہا "کتاب پڑھ کر سب کو سناؤ"۔

اللہ تعالیٰ نے امام شافعی کو ایسا اچھا ذہن دیا تھا کہ وہ جو کچھ ایک بار سن لیتے انہیں ہمیشہ کے لئے یاد ہو جاتا انھوں نے بہت جلد "مؤطا" کو یاد کر لیا۔

آٹھ مہینے وہ مدینے میں رہے۔ اس کے بعد انہیں ایک قافلہ ایسا ملا جو کوفے کو جا رہا تھا۔ امام شافعیؒ نے اپنے استاد سے کوفے جانے کی اجازت مانگی، ان کی اجازت کے بعد کوفے کو روانہ ہو گئے اور وہاں جا کر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے دین کا علم سیکھا۔ بڑے ہوئے تو اپنے وقت کے امام مانے گئے۔ ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ آج بھی ایسے ہی لوگ پیدا کرے۔

(نور)

۷ / مارچ

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵
چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم
(۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳ / مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۴-۲۸۱-۲۴ مورخہ ۸ / ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۶۷۸/۳۹-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G/۸۲-۴۰-۵۲۱۰ مورخہ ۱۳ / مارچ ۱۹۶۷ء

# قرآن عزیز

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

دیدہ زیب — تجلیہ جدیدہ — رنگین

عکسی طباعت سے مزین

مترجمہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنت شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

## ھدیہ

| مجلد قسم اوّل | مجلد قسم دوم | مجلد قسم سوم |
|---|---|---|
| آفسٹ پیپر | کرنافلی سفید کاغذ | میکینیکل گلیز کاغذ |
| ۱۲/- روپے | ۹/- روپے | |

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔
فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔
وی۔ پی نہ بھیجا جائے گا۔
تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

المعلن: ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

## بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

| | |
|---|---|
| پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ | ۱۱-۰۰ |
| " " " ششماہی | ۶-۰۰ |
| " " " سہ ماہی | ۳-۰۰ |
| سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ | ۴۲-۰۰ |
| " " بحری ڈاک | ۱۱-۰۰ |
| " ہوائی ڈاک ششماہی | ۲۱-۰۰ |
| " " بحری | ۶-۰۰ |
| انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ | ۴۳-۴۰ |
| " " بحری | ۱۸-۸۰ |

انڈیا کے خریدار اپنا چندہ منیجر ماہنامہ "الفرقان" کچہری روڈ لکھنؤ ارسال کر کے ڈاک خانہ کی رسید ہمیں ارسال کر دیں۔
(سرکولیشن منیجر)

## ملفوظات طیبات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
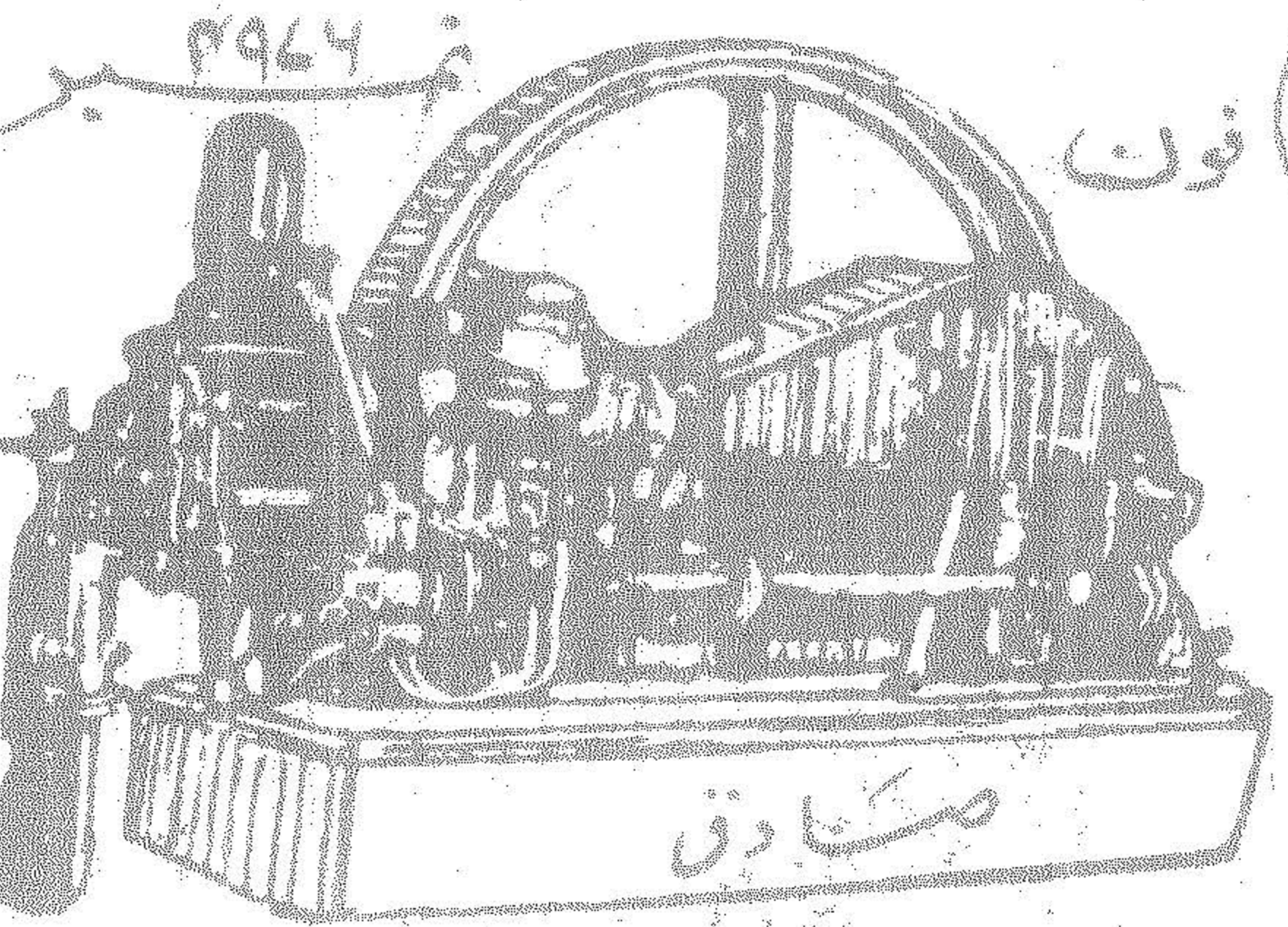
ہدیہ رعایتی ۲/۲۵، محصولڈاک ایک روپیہ
کل ۳/۲۵ روپے
بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسال خدمت ہو گی۔

ملنے کا پتہ
دفتر انجمن خدام الدین، شیرانوالہ دروازہ، لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا